مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ ۷ر جولائی کی شام دارالامان تشریف لائے۔ اور ۹ر کو علی الصباح واپس ڈلہوزی روانہ ہوگئے۔

۹ جولائی ۱۹۲۸ء ساڑھے تین بجے شام مدرسہ احمدیہ کے سکاؤٹس کا سالانہ اجتماع زیر صدارت جناب مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب گوہر ناظر اعلیٰ احمدیہ سکول کے صحن میں منعقد ہوا۔ جلسہ گاہ خوب آراستہ تھی۔ تمام معززین مدعو تھے سال گذشتہ کی رپورٹ جس میں ان خدمات کا ذکر تھا۔ جو سکاؤٹس نے سال زیر رپورٹ میں سر انجام دیں۔ پڑھکر سنائی گئی۔ اور ذیج تقسیم کئے گئے۔

شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر سب ایڈیٹر الفضل کے ہاں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۳ و ۴ جولائی ۲۸ء کی درمیانی شب لڑکا تولد ہوا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

مسلمانوں کی ترقی کا راز

مسلمانوں کو خدا تعالیٰ نے ایک ایسی جامع اور مکمل شریعت عطا فرمائی ہے۔ کہ اگر وہ اس پر عمل پیرا ہوں۔ تو کل دنیا پر غلبہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور انہیں اچھی طرح اس امر کو ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ کہ وہ اگر دنیا میں سرفراز ہو کر رہنا چاہتے ہیں۔ تو اس کا واحد علاج یہی ہے۔ کہ وہ قرآن کریم کو پڑھیں۔ اچھی طرح سمجھ کر پڑھیں۔ اور اس پر پوری طرح عمل کریں۔ ورنہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ تعلیم قرآن کو فراموش کر کے دنیا میں کامیاب ہو سکیں۔ درآں حالیکہ وہ اسلام کی طرف منسوب ہوتے ہوں۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ قرآن پاک پر پوری طرح عمل پیرا ہونے کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ اس کے مطالب کو سمجھا جائے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کثیر دینی و مذہبی مشاغل کے باوجود اس سال قرآن پاک کے دس پاروں کا درس دینے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے۔ اور جیسا کہ اعلان کیا جا چکا ہے۔ ۷ر اگست ۱۹۲۸ء سے انشاء اللہ العزیز یہ سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اور غالباً ایک ماہ تک جاری رہے گا۔

احمدی احباب تو اس میں حتے الامکان ضروری شامل ہونگے اس لئے انہیں تو اس کے متعلق تحریک کی چنداں ضرورت نہیں۔ بلکہ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ حتے الوسع غیر احمدی اور غیر مسلم احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل کیا جائے اور اس کے لئے احباب جماعت کو ابھی سے کوشش شروع کر دینی چاہیئے۔

مہمانوں کی رہائش اور خوراک کا خاطر خواہ انتظام کیا جائیگا

اور وہ دستخط دکھائے جو [illegible] طرح پردھوکہ سے حاصل کرکے ناجائز طور پر استعمال کئے گئے [illegible]۔ ورنہ زمیندار یاد رکھے۔ کہ وہ ایسی غیر شریفانہ کارروائیوں سے اپنے ہی وقار کو صدمہ پہونچا رہا ہے۔

(۳)

زمیندار ۴ جولائی ۱۹۲۸ء میں یہ خبر شائع کی گئی ہے۔ کہ مستریوں کے مقدمہ میں شیخ یعقوب علی صاحب اور میر قاسم علی صاحب کے نام عدالت میں حاضر ہونے کے لئے وارنٹ جاری ہوئے۔ یہ سراسر غلط خبر ہے۔ صاحبان موصوف پر ہرگز وارنٹ کی تعمیل نہیں ہوئی۔ نہ وہ بذریعہ وارنٹ عدالت میں گواہی کے لئے گئے۔ افسوس ہے کہ زمیندار کا نامہ نگار زمیندار کو بات بات پر بے اعتبار بنا کر ذلیل کر رہا ہے۔ زمیندار لکھتا ہے کہ مرزائی حکومت کی قائم کی ہوئی عدالتوں کے احکام کو خاطر میں نہیں لاتے۔

بروعظ اس زبان سے حیرت انگیز ہے جس نے ہمیشہ شیوۂ تمرد و سرکشی کو اپنے لئے موجب فخر و مباہات سمجھا ہو اور جس کی دمدار ٹوپی کا پھندنا اسی ہوا میں ہلتا رہا ہو۔

۱۷ جون کے جلسوں کی مخالفت

لوگ حیران ہیں۔ کہ زمیندار (باوجود مسلمانوں کی حمایت کا دم بھرنے کے) آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فضائل کا ذکر خیر کیوں پسند نہیں کرتا۔ اور کیا وجہ ہے کہ اس مبارک تحریک کے خلاف اس نے ایک عنید سے عنید آریہ اور دشمن سے دشمن مسیحی سے بھی بڑھ کر حصہ لیا ہے۔ ناظرین کرام کو حیران نہیں ہونا چاہیئے۔

اس اخبار کے مالک کے دل میں حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی جو عزت ہے۔ اس کا یہ حال ہے کہ جب اس کے نام نہاد ایڈیٹر لال شاہ کے متعلق سوال ہوا۔ کہ وہ ان پڑھ ہونے کے باوجود زمیندار کی ادارت کس طرح بجا لاتا ہے۔ تو اس نے عدالت میں جواب لکھایا کہ جیسے (نعوذ باللہ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باوجود ان پڑھ ہونے کے کام چلاتے تھے۔

کیا یہ سچ ہے کہ جس طرح حضور انور تمام امر دین کی روح رواں تھے۔ اسی طرح لال شاہ زمیندار کے مضامین لکھنے والا بھی تھا۔ ہرگز نہیں۔ تو کیا دوسرے لفظوں میں ظفر علی خاں مالک زمیندار نے عدالت کے روبرو حقیقت معاملہ جاننے والوں کے سامنے یہ اعلان نہ کیا کہ جیسے لال شاہ کا نام ہی نام ہے۔ اور دراصل کام کرنے والے اور ہیں۔ اسی طرح پیغام توحید پہنچانے والے سید الرسل نہ تھے بلکہ در پردہ کام کرنے [illegible]

وصیتیں!

۲۸۵۹ میں نورالدین ولد ملک شمس الدین قوم اعوان پیشہ ملازمت عمرہ ۵ سال بیعت ۱۸۹۶ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ مئی ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرا ایک مکان پختہ و خام لائل پور منشی محلہ میں واقعہ ہے۔ جس کی قیمت اندازاً تین اور چار ہزار کے درمیان ہوگی۔ (۲) پنڈدادن خاں میں ۹ مرلہ زمین قیمتی صد [illegible] ہے۔ (۳) محلہ دارالفضل قادیان میں جو پختہ مکان ہے اس پر قریباً چھ ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے جس میں سے دو ہزار روپیہ میرا ہے۔ اور باقی میرے دو بچوں کا ہے۔ (۴) میری ماہوار آمد اس وقت ۲۷۶ روپیہ ہے۔ جو کہ یکم جون ۱۹۲۸ء کو بوجہ پنشن ہو جانے کے مجھے ۱۲۳ روپے ملا کریں گے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز میری وفات کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بعد وصیت حصہ جائداد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی۔ فقط نورالدین بقلم خود ہیڈ ڈرافٹسمین انجنیئر پی۔ ڈبلیو۔ ڈی پنجاب حال پرسنل اسسٹنٹ ناظر ضیافت قادیان گواہ شد۔ ملک عزیز احمد پسر موصی گواہ شد۔ (ماسٹر) محمد دین بقلم خود ۲۷ مئی ۱۹۲۸ء

۲۸۴۳ میں محمد فضل الحق ولد مولوی کرم علی صاحب مرحوم قوم بھٹی راجپوت عمرہ ۴۵ سال ساکن لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ اپریل کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ۲ عدد احاطہ جات واقعہ کرشن لال حاکم رائے و کیس کوچہ نواہ قیمتی دو ہزار روپے ماہوار آمد ماہ ۵ روپیہ ہے میں اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ تا زیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بہ وصیت کر دوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جاوے گا۔ فقط خاکسار محمد فضل الحق ٹیلیگرافسٹ محکمہ گورنمنٹ ٹیلیگراف آفس لاہور ۱۴ اپریل ۱۹۲۸ء امرت سر گواہ شد۔ ڈاکٹر قاضی محمد منیر میڈیکل پریکٹیشنر متصل اسلامیہ سکول امرتسر۔ گواہ شد مستری الہ بخش وزیر ہند پریس امرت سر

۲۸۵۲ میں فاطمہ بی بی زوجہ مرزا غلام حیدر وکیل قوم مغل عمر ۲۳ سال ساکن پنڈی لالہ ڈاکخانہ خاص تحصیل پھالیہ ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ اپریل حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میری وفات پر بعد ادا کرنے [illegible] دیگر وصیت یا فرض کے [illegible] جس قدر جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) [illegible] کوئی رقم یا جائداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان [illegible] کروں تو ایسی رقم یا [illegible] حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ ۳۰۰ روپے جس کی ادائیگی ابھی میرے شوہر کے ذمہ ہے۔ گواہ شد۔ میرزا غلام حیدر وکیل نوشہرہ خاوند موصیہ۔ العبد فاطمہ بی بی موصیہ بقلم خود بمقام نوشہرہ چھاؤنی گواہ شد:۔ محمد شفیع بقلم خود ہیڈ کلرک انچارج انجن شیڈ ریلوے سٹیشن نوشہرہ چھاؤنی

۲۸۶۳ میں کبرا بیگم زوجہ حاجی کریم بخش قوم راجپوت پیشہ دستکاری عمرہ ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۹ء ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت آج بتاریخ ۱۲ جون ۱۹۲۸ء کرتی ہوں۔ میرا مہر مبلغ یکصد روپیہ کا ہے۔ اور سلائی کا کام بھی کرتی ہوں۔ جس سے قریباً ماہوار پانچ روپے آمد ہو جاتی ہے۔ تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہونگی۔ اور بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ کبرا بیگم بقلم خود اہلیہ حاجی کریم بخش گواہ شد۔ مولا بخش مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان گواہ شد:۔ حاجی کریم بخش مہاجر خاوند کبرا بیگم

۲۸۶۴ میں رشیم بی بی زوجہ حاجی کریم بخش قوم راجپوت پیشہ دکانداری عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۹ء ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ جون حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد مہر معہ زیور کے یکصد روپے کی ہے۔ اور میں دکانداری کرتی ہوں۔ جس کی ماہوار آمد پانچ روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ بھی داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہونگی۔ نیز بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بہ وصیت داخل کردوں یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا اس جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ العبد رشیم بی بی نشان انگوٹھا گواہ شد:۔ مولا بخش مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان گواہ شد۔ حاجی کریم بخش خاوند موصیہ رشیم بی بی بقلم خود

۲۶۹۸ میں غلام محمد ولد نور محمد قوم ملیار عمر ۴۳ سال ساکن موضع ہجکہ تحصیل بھیرہ ضلع شاہپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۷ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد ۴ بیگھ اکتالی اراضی زرعی از قسم بارانی واقعہ موضع ہجکہ متعلق چاہ بیلہ والا شرقی واقعہ چاہ منگل ناتھ والا معروف جوگیاں والا واقعہ لب دریا۔ یعنی از قسم سیلاب ہے۔ اور ایک چھوٹا سا مکان رہائشی بھی موضع مذکور میں ہے۔ اور پختہ ہے۔ اس کے علاوہ میری ماہوار آمد ۴۸ روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ تا زیست اپنی آمدنی کا دسواں حصہ ماہوار داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۷ء گواہ شد:۔ مستری جمال الدین ساکن سرگودھا بلاک ۹ گواہ شد:۔ عبدالواحد احمدی کلرک۔ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی [illegible] سرگودھا۔ گواہ شد:۔ غلام محمد محرر دفتر ضلع سرگودھا معرفت غلام محمد ہجکہ والہ

76

داخلہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

پراسپکٹس مع شرائط داخلہ مجوزہ بورڈ آف انڈین میڈیسن یو-پی کارڈ آنے پر امیدوار کو روانہ کیا جاوے گا۔ عرضیاں یکم ستمبر ۱۹۲۸ء تک پہونچ جانا چاہئیں۔ بعد ملاحظہ اسناد وغیرہ امیدواروں کو پرنسپل کے دفتر میں حاضر ہونے کی تاریخ سے مطلع کیا جائے گا۔ نیا سیشن یکم اکتوبر ۱۹۲۸ء سے شروع ہوگا۔

ڈاکٹر پرنسپل طبیہ کالج

کیا آپکی آنکھیں درست ہیں

سرمہ راحت بصر آنکھوں کی عام مرضوں سرخی، پانی جانا، خارش، کنکر سے چبھتے معلوم ہوتا۔ آنکھوں کے دکھنے بپوٹوں کے بھاری پن۔ معمولی ککروں وغیرہ وغیرہ امراض کا بہترین علاج ہے۔ اس کا روزانہ استعمال آنکھوں کے بیمہ کرا لینے کے مترادف ہے۔

قیمت فی شیشی (تولہ) ایک روپیہ (نقد یا بذریعہ وی-پی) تین تولہ اور اس سے زائد منگوانے والوں سے خاص رعایت (محصولڈاک بذمہ خریدار)

مینجر دی یونیورسل ٹریڈنگ ہوس قادیان (پنجاب)

منجن خوشبودار — سرمہ منظور نظر

نمونہ مفت طلب کرو

قیمت فی شیشی ۱۲ر — قیمت فی تولہ پانچ روپے (صہ)

جن اصحاب کو ضرورت ہو چار آنے (۴ر) کے ٹکٹ بھیجکر بطور نمونہ صرف ایک دفعہ مفت منگا کر تجربہ کرلیں۔

مینجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودھا

ضرورت ہے

ایسے مڈل وانٹرنس پاس طلباء کی جو کہ ریلوے اور محکمہ نہر وغیرہ میں ملازمت کرنے کے خواہشمند ہوں۔ مفصل حالات دو آنہ (۲ر) کا ٹکٹ بھیجکر معلوم کریں۔

امپیریل ٹیلیگراف کالج دہلی

اولاد حاصل کرنیکی حیرت انگیز دوائی

اگر واقعی آپ اولاد حاصل کرنے کے لئے پریشان ہیں۔ اگر واقعی اپنے بعد سلسلہ نسل قائم رکھنے کی آپ کو سچی تڑپ ہے تو آپ اپنا محنت اور پسینہ سے کمایا ہوا روپیہ اشتہاری حکیموں کی نذر کرکے برباد نہ کریں۔ صرف

حب حمل

کا استعمال گھر میں شروع کرادیں۔ جس کا پہلی ہی دفعہ کا استعمال انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو بامراد کردے گا۔ زیادہ تعریف ہم گناہ سمجھتے ہیں "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید" قیمت حب حمل صرف پانچ روپے (صہ) آرڈر دیتے وقت تفصیلی حالات ضرور لکھیں۔ جو کہ صیغہ راز میں رکھے جائیںگے۔

مہتمم احمدیہ دواگھر قادیان

مفت حیرت انگیز رعایت مفت

جناب من تسلیم!

مجھکو روح البصر کا نمونہ جو تمام امراض چشم کیلئے اکسیر ہے مفت روانہ فرمائیے۔ بعد از استعمال اگر مفید ثابت ہوا تو ایمانداری سے ایک شیشی ضرور منگواؤں گا۔ ایک آنہ کا ٹکٹ برائے محصولڈاک روانہ کرتا ہوں

نام ... ...

پتہ ... ...

یہ کوپن پُر کرنے کے بعد مفصلہ ذیل پتہ پر روانہ فرمائیں

شاہ اینڈ کو رجسٹرڈ سیمان بھاٹی گیٹ لاہور

ضرورت ہے

محکمہ ریل۔ ڈاکخانہ نہر میں ملازمت کے خواہشمند امیدواروں کی ضرورت ہے۔ جو کام سیکھنا چاہیں۔ کرایہ ریل معاف۔ قواعد ۲ر کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں۔ ڈائرکٹر رائل ٹیلیگراف کالج دہلی

ملازمت

دہلی۔ لاہور۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ مدراس ولنکا میں ملازمت کرنے کے خواہشمند دو آنے کے ٹکٹ بھیجکر قواعد انگریزی طلب کریں۔ شرطیہ ملازمت یا فیس واپس۔ کرایہ ریل مفت سول کالج دھنی رام روڈ لاہور

15 مہینوں میں اوورسیر کلاس

کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنیکے لئے آپ فوراً پرنسپل سندھ انجینئرنگ کالج سکھر کو مفت پراسپکٹس کے لئے لکھیں۔

بڑھیا کپڑا خرید فرمائیں!

اگر آپکو واقعی اعلیٰ اور ارزاں مال کی ضرورت ہو تو براہ راست کارخانہ سے طلب کریں۔ لونگی سلکی ریشمی مشہدی قسم اول نہایت ہی خوبصورت للعہ کلاہ زریں استر دار پشاوری فیشن عہ دونوں کی قیمت صہ کارخانہ کے خاص تحفہ ہیں۔ زنانہ سلکی۔ ریشمی گلدار چادر اوسط درجہ کی بیگمات استعمال کرتی ہیں۔ طول ۳ گز عرض ۱½ گز للعہ زنانہ تُسری خالص ریشمی چادر ایرانہ وضع نہایت ہی خوبصورت رنگ تُسری طول ۳ گز عرض ۱½ گز آٹھ روپے آزار بند سلکی ریشمی رنگین ے درجن جراب سلکی ریشمی زنانہ پھولدار ۱۲ر پنجابی جوتا اعلیٰ مضبوط یکار (ناپ ضرور ارسال کریں) قبائے نماز سوتی مضبوط جراب وابھولدار قسم اول عہ دوکانداران خط وکتابت کریں۔ مکمل فہرست کارخانہ مفت محصول ڈاک علاوہ

مینجر کارخانہ سید عباس علی شاہ احسان اینڈ کمپنی سوداگران لدھیانہ

نقشہ اجرت اشتہار

تعداد	پورا صفحہ	نصف صفحہ	کالم	نصف کالم	تہائی کالم	چوتھائی کالم	۱/۸ کالم
۴۸ بار	۳۰۰ روپے	۱۶۰ روپے	۱۰۸ روپے	۶۰ روپے	۴۰ روپے	۳۲ روپے	۲۸ روپے
۲۴ بار	۱۶۰ روپے	۸۰ روپے	۶۰ روپے	۳۲ روپے	۲۴ روپے	۲۰ روپے	۱۶ روپے
۱۲ بار	۹۰ روپے	۵۰ روپے	۳۴ روپے	۱۸ روپے	۱۵ روپے	۱۲ روپے	۹ روپے
۴ بار	۳۲ روپے	۲۰ روپے	۱۳ روپے	۷½ روپے	۶ روپے	۴½ روپے	۳½ روپے

ہندوستان کی خبریں!

——شملہ ۳ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ مجلس وضع آئین وقوانین ہند کا آئندہ اجلاس ستمبر کے پہلے ہفتہ سے شروع ہوگا۔ اور تمام ماہ جاری رہے گا۔

——بمبئی۔ ۸ر جولائی۔ ایک جلسہ عام میں بائیکاٹ لیگ کو منظم کرنے کی غرض سے بمبئی کے لئے ایک پراونشل کمیٹی کا تقرر عمل میں آیا۔

——بمبئی ۶ر جولائی۔ انڈین نیشنل ہیرلڈ کو کوڈاکنال سے معلوم ہوا ہے۔ کہ پولیس کا دستہ جو مہاراجہ نابھ کی جلاوطنی سے ہی ان کی نگرانی کے لئے تعینات کیا گیا تھا۔ یکم جولائی سے ہٹا لیا گیا ہے۔

——علیگڈھ۔ ۴ر جولائی۔ آج مجسٹریٹ نے اس فساد کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا ہے جس میں موضع پردرہ کے ۶۷ ہندوؤں کے خلاف مقدمات چلائے گئے تھے۔ عدالت نے ۴ ملزمان کو بری کر دیا ہے۔ اور ۶۲ ملزمان کو زیر دفعہ ۳۹۵ (ڈاکہ) ۱۴۷، ۱۴۹ (فساد) الزام لگا کر سشن سپرد کر دیا ہے۔

——فری پریس کو شملہ پر باوثوق ذریعہ سے اطلاع ملی ہے۔ کہ سر علی امام کے جنیوا کی بین الاقوامی عدالت عالیہ کے مستقل رکن بننے کے لئے پرزور سفارش کی گئی ہے اور سر علی امام نے اس عہدہ کو قبول کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔

——لاہور۔ ۸ر جولائی۔ نیو انڈیا مدراس کا نامہ نگار مقیم لندن اطلاع دیتا ہے۔ کہ سلطنت برطانیہ کی لیبر کانفرنس میں مسٹر میکڈانلڈ نے صدر کی حیثیت سے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ مجھے امید ہے کہ چند سال نہیں بلکہ چند ماہ میں ہماری سلطنت میں ایک اور نو آبادی کا اضافہ ہونے والا ہے۔ وہ نو آبادی ایک دوسری نسل کی ہوگی۔ اور وہ اس سلطنت میں مساوی درجہ پر شامل ہو۔ اپنی عزت نفس کو برقرار رکھے گی۔ میری مراد اس نو آبادی سے ہندوستان ہے۔

——لاہور مزنگ۔ ۸ر جولائی۔ مزنگ میں جو قصاب رہتے ہیں۔ ان کی عورتوں میں چہارشنبہ کی شام کو جھگڑا ہو گیا تھا۔ اس کے نتیجہ میں پندرہ آدمی مجروح ہوئے۔ جن میں سات کی ضربات شدید ہیں مجروحین کو میو ہسپتال پہنچا دیا گیا جہاں تین آدمی اور ایک عورت کو روک لیا گیا ہے۔ مردوں نے چاقوؤں اور لاٹھیوں سے حملے کئے۔ عورتوں نے مکانوں کی چھتوں سے خشت باری کی۔ پولیس نے پہنچ کر امن قائم کیا۔ بائیس گرفتاریاں عمل میں آچکی ہیں۔

——راولپنڈی ۶ر جولائی۔ بلدیہ پشاور کے آئندہ اجلاس میں خان بہادر مولوی غلام حسن خاں اس مطلب کی ایک قرارداد پیش کریں گے۔ کہ بلدیہ فرقہ دار مدارس بند کر کے ان کی بجائے ایسے قومی مدارس جاری کرے۔ جن میں تمام فرقوں کے لڑکے مشترکہ تعلیم حاصل کریں۔

——مدراس ۳ر جولائی۔ شہزادی اکاد طامہ بی۔ اے آنرز کوچین جنہوں نے امسال ڈگری لی ہے پرنسز ہائی اسکول تری پونی تھورا میں اسسٹنٹ ٹیچر مقرر ہوئیں۔ یہ پہلا واقعہ ہے کہ ایک شہزادی نے کسی حکومت یا ریاست میں نوکری کی ہے۔

——دہلی۔ ۲ر جولائی۔ کوڈاکنال سے جو تازہ اطلاعیں موصول ہوئی ہیں مظہر ہیں۔ کہ چونکہ حکومت نے مہاراجہ نابھ کے دس ہزار روپیہ کے ماہوار الاؤنس میں سے بھی دو ہزار روپے سے زیادہ کی رقم بلا وجہ کاٹ لی ہے۔ اور صرف ۸ ہزار روپے دینا چاہا۔ اس لئے مہاراجہ نے احتجاج کے طور پر روپیہ لینے سے انکار کر دیا۔ مہاراجہ صاحب نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ چاہے فاقہ کشی کرنا پڑے۔ وہ روپیہ نہ لیں گے۔

——پشاور میں مورخہ ۲۴ر جون کو ۱۰½ بجے صبح سخت زلزلے کے جھٹکے دس بارہ سیکنڈ سے زیادہ عرصہ تک محسوس ہوئے کوئی نقصان نہیں ہوا۔

——ہندوستان کے محکمہ ڈاک نے اعلان کیا ہے۔ کہ نقد روپیہ کا جو منی آرڈر ممالک غیر کے لئے ہوگا۔ اس کی رقم ۶۰۰ سے زیادہ نہ ہوگی۔ مگر اس میں آنے شامل نہ ہونگے۔ اس کی رقم پونڈوں میں ۴۰ پونڈ سے زیادہ یا ایسی کم رقم سے زیادہ نہ ہوگی۔ جس کی بابت ڈائرکٹر جنرل محکمہ اعلان کرے۔ یہ رقم ڈاکخانہ میں نقد روپے کی صورت میں ایسی شرح تبادلہ کے مطابق داخل کی جائے گی۔ جو ڈائرکٹر جنرل وقتاً فوقتاً مقرر کریگا۔

——کلکتہ ۳۰ر جون۔ کلکتہ سے ۳۶ میل کے فاصلہ پر دریائے ہگلی میں ایک کشتی کے الٹنے کا افسوسناک حادثہ پیش آیا۔ ۱۵ آدمی جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں۔ غرق ہو گئے۔ کل ۱۵ آدمی بمشکل ساحل تک پہونچ سکے۔ کشتی ایک سٹیمر سے بندھی ہوئی پیچھے چلی آرہی تھی۔ لیکن ساحل سے ۵۰ گز کے فاصلہ پر یہ رسی ٹوٹ گئی۔ اور چشم زدن میں موج نے کشتی کو الٹ کر یہ حشر برپا کر دیا۔

——لاہور ۸ر جولائی۔ انڈین پولیس سروس میں داخلہ کیلئے مقابلہ کا امتحان پبلک سروس کمیشن کی طرف سے کلکتہ۔ الہ آباد اور لاہور میں ۸ر اکتوبر ۱۹۲۸ء بروز سوموار سے شروع ہوگا۔ جو امیدوار امتحان مذکور میں داخل ہونا چاہے۔ اسے لازم ہے کہ وہ مجوزہ فارم پر ۲۸ر جولائی ۱۹۲۸ء سے پہلے درخواست بھیجے۔ جو اس ضلع کے جہاں

غیر ممالک کی خبریں

——لندن۔ ۲ر جولائی۔ لندن میں بڑے وسیع پیمانہ پر ہوائی جہازوں کی نمائش ہوئی۔ آج تک اتنی بڑی نمائش کبھی نہیں ہوئی تھی۔ دیکھنے والوں میں بادشاہ معظم ملکہ انگلستان پارلیمنٹ کے معزز اراکین ڈیوک آف یارک افسران محکمہ طیران اور تقریباً ہر ملک کے نمائندے موجود تھے۔ اس سالانہ نمائش میں دو سو ہوائی جہازوں اور شاہی ہوائی دستہ کے دو ہزار تین سو افسروں اور دیگر ملازموں نے حصہ لیا۔ ہوائی مرکز میں ایک لاکھ پچاس ہزار کے قریب مجمع تھا۔ اور تین لاکھ کے قریب جن کو ہوائی مرکز میں جگہ نہیں مل سکتی تھی باہر سے تماشہ دیکھ رہے تھے۔

——لندن ۳۰ر جون کنگ ایڈورڈ ہسپتال میں ایک غیر معمولی اپریشن عمل میں آیا موٹر کے حادثہ میں ایک آدمی کی ریڑھ کی ہڈی بالکل ٹوٹ گئی تھی۔ ڈاکٹر نے پنڈلی کی ہڈی لیکر ریڑھ کی ہڈی میں پیوند لگا دیا۔ مریض کئی مہینے تک بستر پر رہنے کے بعد اب بالکل صحیح و تندرست ہو گیا ہے۔ اور وہ ہر قسم کے کھیل وغیرہ میں حصہ لے سکتا ہے۔

——جریدہ المقطم لکھتا ہے۔ کہ ٹرکی کا جدید قانون قومیت شائع ہو گیا ہے۔ اس قانون کا مطلب یہ ہے کہ غیر ملکی والدین کے جو بچے قلمروئے ترکیہ میں پیدا ہونگے۔ ان کی قومیت ترک ہوگی۔ بشرطیکہ ان کے والدین بھی ٹرکی میں پیدا ہوئے ہوں۔ سن شعور کو پہنچنے سے ۶ ماہ کے اندر یہ بچے اگر چاہیں تو اپنے والدین کی قومیت قبول کر سکتے ہیں۔ مگر اس صورت میں ان کو ملک چھوڑنا پڑے گا

——رگبی۔ ۵ر جولائی۔ سر ڈیوڈ یول کے انتقال کے بعد صرف ان کی ایک لڑکی مس گلیڈنس یول پیچھے رہ گئی ہے۔ جس کی نسبت خیال ہے۔ کہ وہ برطانیہ عظمیٰ میں سب سے زیادہ ترکہ کی وارث ہے۔

سر ڈیوڈ یول کلکتہ کا ایک سوداگر تھا۔ اس کی جائداد کا اندازہ ایک کروڑ سے ۲ کروڑ پونڈ کے اندر اندر کیا جاتا ہے اس شخص کی سادہ زندگی کے متعلق بہت سی روایات مشہور ہیں جنگ عظیم میں اس نے حکومت برطانیہ سے کہا تھا کہ میری جوٹ ملز کو فروخت کر کے مورچوں کیلئے ریت کی بوریاں بہم پہنچائی جائیں۔ یہ بڑا فیاض تھا۔ اس نے پچاس پچاس ہزار پونڈ کے عطیہ بھی دئے۔

——لندن۔ ۴ر جولائی سر ایلگزینڈر گرانٹ نے سکاٹ لینڈ کی نیشنل لائبریری کو ایک لاکھ پونڈ کا دوسرا عطیہ دیا ہے۔

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع ہوا)

اخبار احمدیہ

شکریہ تعزیت

جماعت احمدیہ کے جن غمگسار ہمدردوں نے میری بہو عزیزی میاں عبد السلام کی بیوی کی ناگہانی وفات پر اظہار ہمدردی فرمایا ہے۔ اُن سب کا شکریہ۔ اللہ تعالےٰ ان کو اپنے فضل و کرم سے دینی دنیاوی برکات سے متمتع کرے۔ والدہ عبد السلام خلف حضرت خلیفہ اوّل رضؓ

پتہ مطلوب ہے

ڈاکٹر لال دین صاحب سیالکوٹی جو کسی زمانہ میں ہائی سکول قادیان میں تعلیم پاتے تھے۔ آج کل افریقہ میں سنے جاتے ہیں۔ اُن کا صحیح ایڈریس کسی صاحب کو معلوم ہو۔ تو خاکسار کو اطلاع دیں ۔

ملک بشیر علی خان احمدی معرفت احمدی ایڈ کو شاہجہان پور۔ یو پی

(۲) یہاں کا ایک احمدی دوست اللہ دتہ نام۔ قد درمیانہ گندم گوں۔ (گورے رنگ کا) داڑھی کے بال بغیر خضاب سرخی مائل یعنی صاف سیاہ نہیں۔ عمر قریب ۴۰ سال۔ ۴۔۵ سال سے مفقود الخبر ہے۔ اس کا تعلق ضرور احمدی جماعت کے ساتھ ہوگا اس کے اہل و عیال اور والدہ بہت تکلیف میں ہیں۔ جس دوست کو خبر ہو۔ یا جس کے پاس وہ شخص ہو۔ پتہ ذیل پر اطلاع دے۔ مولوی عبد الرحمٰن احمدی۔ موضع گوئی۔ تحصیل و ڈاکخانہ کوٹلی ضلع میرپور۔ ریاست جموں ۔

درخواست ہائے دُعا

(۱) ڈاکٹر محمد زبیر صاحب لکھنوی عرصہ سے بیمار ہیں اور بھوالی میں مقیم ہیں۔ تمام احباب اس نوجوان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ ملک بشیر علی خان شاہجہانپور۔ یو۔ پی

(۲) مجھے ملازمت سے علیحدہ کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ جو محض تعصب کا اثر ہے۔ احباب، دعا کریں۔ کہ میرا روزگار بنا رہے۔ اور میرے بچے وغیرہ تکلیف سے محفوظ رہیں

چوہدری محمد حسین (چوہدریوالہ) سب اوورسیئر لاڑکانہ

(۳) برادر عبد العزیز متعلم بی۔ اے علیگڑھ یونیورسٹی کا مورخہ ۲۰ رجون بواسیر کے علاج کے لئے اپریشن کرایا گیا ہے جس سے سخت تکلیف ہے۔ تمام حضرات سے درخواست ہے۔ کہ دعا فرمائیں۔ خدا وند کریم جلد کامل صحت بخشے۔ محکم الدین

(۴) خاکسار [illegible] امتحان ٹیوٹر ازپہر دینا ہے۔ اس لئے تمام بزرگان سلسلہ سے التجا ہے۔ کہ عاجز کی کامیابی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ خاکسار نذیر احمد عفی عنہ

(۵) کمترین پہلے ہی چند عرصہ سے بعارضہ چنبل و دیگر عوارض بدنی مبتلا ہے۔ مگر چند یوم ہوئے ہیں۔ کہ ٹمٹم سے گر کر سخت چوٹیں لگ گئی ہیں۔ احباب ازراہ کرم دعائے صحت فرمائیں۔

محمد عبد العزیز احمدی۔ انسپکٹر بیت المال۔

(۶) جناب سید احمد صاحب وکیل رامپور کی منجھلی لڑکی علیل ہے۔ احباب کرام دعائے صحت فرمائیں ۔

خاکسار قاسم علی خان قادیانی

(۷) بندہ کے خاندان میں عرصہ سے جواناں مرگ کا سلسلہ چلا آتا ہے۔ ہر دوسرے۔ تیسرے سال ایک گھر کا رکن جو بھی نوجوان ہی ہوتا ہے۔ ضائع ہو جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ و نیز احباب کی خدمت میں درخواست دعا ہے

محمد حنیف خان۔ ایبٹ آباد

(۸) میرا لڑکا عزیز منظور احمد۔ عمر دو سال بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں ۔

خاکسار مستری رحیم اللہ شاہ آباد۔

اعلان نکاح

(۱) مورخہ ۲۸ ۲۸ کو مسمات خورشید بیگم بنت منشی عبد الغنی سکنہ اوجلہ تحصیل گورداسپور کا نکاح محمد فضل داد ولد محمد اللہ داد کے ساتھ بعوض مبلغ ۵۰۱ روپیہ مہر مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔ مہر کے علاوہ مبلغ ۳۰۱ روپیہ کا زیور ہوگا ۔

ماسٹر محمد مولا داد۔ احمدی مدرس بھیکو چک

۲۔ یکم جولائی ۱۹۲۸ء کو منشی نور احمد خان صاحب کارکن دفتر لنگر خانہ کی لڑکی مسمات الفت بیگم کے نکاح کا اعلان عزیزم عبد الغنی خان صاحب مدرس کریام سے مبلغ چار سو روپیہ مہر پر حضرت حافظ روشن علی صاحب نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ مبارک اور با برکت فرمائے۔ آمین

خاکسار برکت علی خان قادیان

۳۔ مولوی محب الرحمٰن صاحب کا نکاح حافظ روشن علی صاحب نے منشی محبوب عالم صاحب کی دختر نیک اختر امۃ العزیز صاحبہ کے ساتھ ایک ہزار مہر پر ۱۸۔ جون کو مسجد احمدیہ لاہور میں اعلان فرمایا۔ اللہ تعالےٰ جانبین کے لئے برکت کا موجب بنائے۔ خاکسار مسعود الرحمٰن۔ لاہور

دعائے مغفرت

۱۔ میاں محمود احمد صاحب موضع گلیانہ میں نہایت مخلص احمدی تھے ۱۸۹۶ء میں احمدیت کا جام محبت نوش کیا تھا۔ اور اس پر پوری طرح قائم رہے ۲۴ مارچ ۱۹۲۷ء کو بوقت ظہر رحلت کر گئے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس نصیب کرے۔ اشرف علی (غیر احمدی) گلیانہ

۲۔ میرے خالہ زاد عزیز بھائی محمد زمان خان صاحب جو خلیج فارس میں بعہدہ انجنیر ملازم تھے۔ اور اب تقریباً ۹ ماہ سے بعارضہ سل بیمار ہو کر رخصت پر آئے ہوئے تھے۔ ۱۹۔ جون ۱۱۔ بجے رات انتقال کیا۔ آپ مخلص احمدی تھے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اُن کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ راجہ علی محمد۔ ای۔ اے۔ سی

مُبلغ انگلستان کا دار الامان میں ورُود

ہمارے مکرم و محترم ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے مبلغ انگلستان مرکز تثلیث میں اسلام کی شاندار خدمات سرانجام دینے کے بعد ۸ رجولائی ۱۹۲۸ء کی شام کو مع الخیر وارد دار الامان ہوئے۔ ملک صاحب کی آمد کی اطلاع پہلے موصول ہو چکی تھی۔ اس لئے اکثر احباب آپ کے استقبال کے لئے ۷ بجے کے قریب قصبہ سے باہر جمع ہو گئے۔ ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ کے طلباء بھی حاضر تھے۔ ملک صاحب کی آمد پر احمدیہ سکول کے سکاؤٹس نے جو یونی فارم پہنے ہوئے وہاں موجود تھے۔ فوجی طرز میں سلامی دی اس کے بعد ملک صاحب نے تمام احباب سے مصافحہ کیا۔ مغرب کی نماز کے بعد حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ملک صاحب کو شرف باریابی بخشا۔ اور عشا کی نماز تک مختلف موضوعات پر گفتگو کا نہایت دلچسپ سلسلہ رہا ۔

۹ رجولائی مدرسہ احمدیہ۔ جامعہ احمدیہ اور ہائی سکول ملک صاحب کے اعزاز میں بند رہے۔ اور بعد نماز عصر مدرسہ احمدیہ نے ملک صاحب کو اپنے سکول کے صحن میں ٹی۔ پارٹی دی۔ جس میں کئی ایک معززین نے شرکت کی۔ چائے نوشی کے بعد مدرسہ احمدیہ کی طرف سے شیخ عبد القادر صاحب نے ایڈریس پڑھا۔ اور ملک صاحب نے ایڈریس کے جواب میں تقریر فرمائی۔ اور بتایا۔ کہ مدرسہ احمدیہ کے ساتھ مجھے خاص تعلق ہے۔ کیونکہ میں نے دین کا علم حاصل کرنے کا شوق اسی مدرسہ سے لیا۔ اور میری زندگی بحیثیت مبلغ اسی قلیل عرصہ کے نتیجہ میں ہے۔ جو میں نے اس مدرسہ میں گذارا ۔

بعد ازاں جناب مولوی ذو الفقار علی خان صاحب گوہر نے جو اس تقریب کے صدر تھے۔ ایک مختصر لیکن پر محل تقریر کی۔ اور آپ کے بعد جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے نے بحیثیت ناظر دعوت و تبلیغ مختصر تقریر میں بتایا۔ کہ ملک صاحب ایک کامیاب اور انگلستان کے لئے نہایت ہی موزون مبلغ ہیں۔ نماز مغرب کے قریب یہ پر لطف صحبت دعا کے بعد ختم ہوئی ۔

۱۰۔ جولائی بعد نماز عصر ہائی سکول کی طرف سے نواب صاحب کے باغ میں ملک صاحب کے اعزاز میں ٹی پارٹی دی گئی۔ اور ایڈریس پیش کیا جائے گا ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الفضل

نمبر ۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ر جولائی سنہ ۱۹۲۸ء | جلد ۱۶

امیر غیر مبائعین کی دھوکہ دہی اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی پردہ پوشی

(۲)

گذشتہ نمبر میں یہ دکھایا جا چکا ہے۔ کہ کس طرح مولوی محمد علی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ایک پرانے رویا کو پیش کرتے ہوئے دیدہ دانستہ دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ اور یہ ظاہر کیا کہ جس کتاب کا نام لئے بغیر انہوں نے حوالہ دیا ہے۔ وہ گویا حال ہی میں "قادیان سے نکلی ہے"۔

اسی سلسلہ میں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ جناب مولوی صاحب موصوف نے اس حوالہ کی بنا پر جو نتیجہ نکالا۔ اور جن الفاظ میں نکالا ہے۔ ان میں بھی یہی ظاہر کیا ہے۔ کہ گویا حال ہی میں ان پر یہ انکشاف ہوا ہے اور اسی لئے اس انکشاف کو وہ اب اپنی سنہ ۱۹۱۴ء کی تحریروں کی صداقت کا ثبوت قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"میں جس قدر ان الفاظ پر غور کرتا ہوں۔ میرا دل کانپ اٹھتا ہے۔ کہ یہ الفاظ کہنے والے اور سننے والوں کے دلوں کی کس حالت کو ظاہر کرتے ہیں۔ میری سنہ ۱۹۱۴ء کی تحریرات کو دیکھو گے تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ مجھے **اسی وقت** یہ خدشہ تھا۔ کہ اس جماعت میں پیر پرستی پیدا ہو جائے گی۔ گو اس وقت ہمارے سامنے دو ہی بڑے مسئلے تھے مسئلہ کفر و اسلام اور مسئلہ نبوت لیکن میں نے **اسی وقت** کہا تھا۔ کہ مجھے ڈر ہے کہ اس قوم میں پیر پرستی پیدا ہو جائے گی۔ **جو آہستہ آہستہ ہو گئی**"۔

ان الفاظ کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب بتا رہے ہیں۔ انہیں سنہ ۱۹۱۴ء میں ہی جبکہ مرکز احمدیت سے وہ جدا ہوئے تھے۔ یہ "خدشہ تھا" کہ "اس جماعت میں" جس نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ "پیر پرستی پیدا ہو جائے گی"۔ اور انہوں نے "اسی وقت" یعنی سنہ ۱۹۱۴ء میں ہی "کہہ دیا تھا"۔ کہ "مجھے ڈر ہے کہ اس قوم میں پیر پرستی پیدا ہو جائے گی"۔ چنانچہ اب ان کے اس "خدشہ" اور "فکر" نے مکمل طور پر واقعہ کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اور بقول ان کے جماعت احمدیہ میں پیر پرستی "آہستہ آہستہ پیدا ہو گئی"۔

مگر کیا یہ تعجب اور حیرت کا مقام نہیں۔ کہ جناب مولوی صاحب "پیر پرستی" کے پیدا ہو جانے کا اعلان تو ۲۰ر اپریل سنہ ۱۹۲۸ء کے دن کر رہے ہیں۔ لیکن اس کی بنا آج سے سات سال قبل کے چند الفاظ پر رکھتے ہیں۔ اگر پیر پرستی کوئی ایسی چیز نہیں۔ اور واقعہ میں نہیں۔ جو پوشیدہ رکھی جا سکتی ہو۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ جب جماعت احمدیہ میں ایسی "پیر پرستی" سنہ ۱۹۲۱ء میں ہی پیدا ہو گئی تھی۔ جو مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک "پیر پرستی کا انتہائی مقام ہے"۔ اور مولوی صاحب کا سنہ ۱۹۱۴ء میں ظاہر کیا ہوا "خدشہ" اور "ڈر" سنہ ۱۹۲۱ء میں ہی حقیقت اختیار کر چکا تھا۔ تو کیوں انہوں نے اسی وقت اس کا ذکر نہ کیا۔ اور کیوں اس کے لئے سات سال تک انتظار کرتے رہے اگر یہ کہا جائے کہ سنہ ۱۹۲۱ء کے جن الفاظ سے اب ان پر "پیر پرستی کا انتہائی مقام" ظاہر ہوا ہے۔ وہ اس سے قبل چونکہ ان کی نظر سے نہیں گذرے۔ اس لئے انہیں جماعت احمدیہ کا پیر پرستی کے انتہائی مقام پر پہونچنا اور اپنی سنہ ۱۹۱۴ء کی تحریروں کا سچا ہونا بھی دکھائی نہ دیا۔ تو گزارش ہے۔ کہ اگر فی الواقعہ جماعت احمدیہ میں پیر پرستی پیدا ہو چکی ہے۔ اور پیر پرستی بھی معمولی نہیں بلکہ انتہائی درجہ کی۔ یعنی مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک اب اس کے بعد پیر پرستی کی کوئی اور صورت ہی نہیں۔ جو اختیار کرنا باقی ہو۔ تو پھر سنہ ۱۹۲۱ء کے الفاظ مولوی محمد علی صاحب کی نظر سے گذرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اور ان الفاظ پر انہیں اپنے دعویٰ کی بنا رکھنے کی حاجت ہی کیا۔ چاہیئے تھا۔ کہ وہ جماعت احمدیہ کے موجودہ اعمال اور اقوال سے ثابت کرتے کہ یہ جماعت پیر پرستی کے انتہائی مقام پر پہنچ چکی ہے۔ اور اس قوم میں پیر پرستی پیدا ہو گئی ہے۔ لیکن انہوں نے موجودہ وقت کا تو ایک بھی واقعہ پیش نہیں کیا۔ بلکہ آج سے کئی سال قبل کی ایک تقریر کے چند الفاظ سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے شور مچانے لگ گئے ہیں۔ کہ دیکھو یہ جماعت پیر پرستی کے انتہائی مقام پر پہونچ گئی۔ اس میں پیر پرستی پیدا ہو گئی۔ سنہ ۱۹۱۴ء میں جو کچھ میں نے اس کے متعلق خدشہ ظاہر کیا تھا۔ وہ پورا ہو گیا۔

کیا اس سے ظاہر نہیں ہے۔ کہ اگر اب بھی انہیں سنہ ۱۹۲۱ء کے الفاظ کہیں دکھائی نہ دیتے۔ یا دکھائے نہ جاتے تو جماعت احمدیہ بھی پیر پرستی کے انتہائی مقام پر ان کو نظر نہ آتی۔ اور وہ اس پر پیر پرستی کا الزام اب بھی نہ لگاتے۔ کیونکہ سوائے ان الفاظ کے اور کوئی ثبوت وہ اپنے اس دعویٰ کی صداقت میں پیش نہیں کر سکے۔ اور یہ الفاظ جماعت احمدیہ میں پیر پرستی پیدا ہو جانے کا ثبوت ہوتے۔ تو مولوی محمد علی صاحب کو جنہیں اپنی دور اندیشی اور باریک بینی کا یہاں تک دعویٰ ہے۔ کہ سنہ ۱۹۱۴ء میں جبکہ خلافت ثانیہ کی ابھی ابتدا تھی۔ اسی وقت "پیر پرستی" کا خدشہ لاحق ہو گیا تھا۔ خود بخود سنہ ۱۹۲۱ء میں معلوم ہو جانا چاہیئے تھا۔ کہ اب پیر پرستی پیدا ہو گئی ہے۔ نہ کہ کسی کے کہنے اور بتانے کی ضرورت ہوتی۔ لیکن عجیب بات ہے۔ جب مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک جماعت احمدیہ میں پیر پرستی ابھی پیدا نہ ہوئی تھی۔ اس وقت تو انہیں بغیر کسی کے بتلائے اور بغیر کسی تحریر کے دیکھے معلوم ہو گیا۔ کہ "اس قوم میں پیر پرستی پیدا ہو جائیگی"۔ لیکن جب بقول ان کے پیر پرستی پیدا ہو گئی اور نہ صرف پیدا ہو گئی بلکہ "انتہائی مقام" پر بھی پہونچ گئی۔ تو پھر سات سال تک انہیں نظر ہی نہ آئی۔ اور اس وقت تک ان کی آنکھ نہ کھلی۔ جب تک کسی ذریعہ سے انہیں سنہ ۱۹۲۱ء کے الفاظ سے آگاہی حاصل نہ ہوئی۔

جناب مولوی صاحب کو اپنی فراست اور دوربینی کا بڑا دعویٰ ہے۔ مگر مندرجہ بالا حالات میں کون تسلیم کر سکتا ہے کہ ان کا یہ دعویٰ مبنی بہ صداقت ہے۔ جس شخص کو بقول اپنے ایک جماعت کی جماعت کا پیر پرستی کے انتہائی مقام پر پہونچ جانا سات سال تک نظر نہیں آ سکتا۔ اور جو انتہائی مقام کے ثبوت کی بنا آج سے کئی سال قبل کے چند الفاظ پر رکھتا ہے۔ اگر وہ یہ دعوے کرے کہ ۱۴ سال قبل اس نے اس بات کے

پیدا ہو جانے کا اس وقت خدشہ ظاہر کر دیا تھا۔ جبکہ اس کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اور وہ خدشہ پورا بھی ہو گیا۔ تو یہ قطعاً قابل توجہ نہیں۔

ہم پوچھتے ہیں۔ اگر ۱۹۲۱ء کے چند الفاظ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ پیر پرستی کے انتہائی مقام پر پہونچ گئی ہے۔ تو آج سات سال سے بھی زیادہ عرصہ کے بعد چاہیئے تھا۔ کہ جماعت احمدیہ اس انتہائی مقام سے بھی بہت آگے گذر چکی ہوتی۔ لیکن کیا جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے دعوے کے متعلق جماعت احمدیہ کی حالت سے کوئی ثبوت پیش کیا ہے۔ یا گذشتہ سات سال کے طویل عرصہ کے کسی ایک واقعہ کو بھی اپنی تائید میں بیان کیا ہے۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ جناب مولوی صاحب نے جماعت احمدیہ پر پیر پرستی کا جو الزام لگایا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔ اور جن الفاظ پر انہوں نے اس بیہودہ الزام کی بنا رکھی ہے۔ ان کا وہ مفہوم نہیں۔ جو انہوں نے بیان کیا ہے۔ یہ محض ان کی دھوکہ دہی ہے۔ کیونکہ جو جماعت بقول ان کے ۱۹۲۱ء میں پیر پرستی کے "انتہائی مقام" پر پہنچ چکی تھی۔ اس کی پیر پرستی کا ۱۹۲۸ء تک انہیں ایک بھی ثبوت نہ مل سکنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ الزام لگانے والا صداقت اور راستی سے قطعاً تہی دست ہو کر اور خوف خدا کو بالکل بھلا کر الزام لگا رہا ہے۔ اگر وہ ذرا بھی دیانت اور امانت کا لحاظ رکھتا تو اول تو ۱۹۲۱ء کی تحریر کو اس کے سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے اور اس کا غلط مفہوم پیدا کر کے پیش نہ کرتا۔ دوسرے آج سے کئی سال پہلے کی تحریر کو زمانہ موجودہ کی تحریر ظاہر کرنے کی کوشش نہ کرتا۔ اور بالآخر اپنے ایسے الزام کی بنیاد جو ایک بہت بڑی اور ہر جگہ پھیلی ہوئی جماعت کے اعمال کے متعلق ہے۔ سات سال قبل کے الفاظ پر نہ رکھتا۔ بلکہ اس جماعت کے اعمال پر رکھتا۔ کیا جناب مولوی محمد علی صاحب نے ایسا ہی کیا۔ اگر نہیں تو یہ صریح دھوکہ دہی ہے۔ اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی پردہ پوشی سے یہ دھوکہ دہی چھپ نہیں سکتی:

کتے اور کتیا کی شادی

قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے دنیا میں جو حیرت انگیز ترقیات کیں۔ وہ تمام کی تمام اتباع شریعت اور پابندی اسلام کے نتیجہ میں تھیں۔ اور آج مسلمانوں کی ذلت و رسوائی کا راز اسی بات میں مضمر ہے۔ کہ وہ مذہب سے لاپرواہ ہو گئے ہیں۔ تعلق باللہ کے لئے ان میں کوئی شوق نہیں۔ اور اتباع نفس لہو و لعب اور فضول اور لغو کاموں میں وہ اپنے عزیز وقت اور اموال و زر تباہ کر رہے ہیں۔

اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ایک مسلمان رئیس نے کتے اور کتیا کے رسم مناکحت کی تقریب بڑی دھوم دھام سے ادا کی۔ تمام اسلامی رسومات ادا کی گئیں۔ اور قاضی ریاست سے خطبۂ نکاح پڑھوایا گیا:

جس قوم کے سربرآوردہ لوگوں کی یہ حالت ہو۔ کہ ایسے لغو اور فضول مشاغل میں مصروف رہیں۔ اور حفاظت و اشاعت اسلام کا خیال تو کجا اپنی دولت کی بربادی پر اس طرح تلے ہوئے ہوں۔ اس کی بدنصیبی پر کیسے رحم نہ آئیگا

اسلام آج اس طرح نرغۂ اعدا میں پھنسا ہوا ہے تمام مخالف اقوام جو مسلمانوں سے مالی حیثیت میں بہت بڑھی ہوئی ہیں۔ اس کی تباہی کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کر رہی ہیں۔ غیر مسلم رؤسا اپنے مشنوں کو بیش بہا مالی امداد یں دے رہے ہیں۔ مگر ایک مسلم قوم ہے۔ جس کے صاحب ثروت لوگ ایسے ایسے مشاغل سے دل بہلانے میں مصروف ہیں:

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

یورپ میں عورتوں کی زیادتی

یورپ میں مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ۱۹۲۷ء میں انگلستان میں فی ہزار ۵۹ سوئٹزرلینڈ میں فی ہزار ۵۶۔ ہسپانیہ میں فی ہزار ۴۴ جرمنی میں فی ہزار ۳۵۔ فرانس میں فی ہزار ۶۰ ارجنٹائن میں فی ہزار ۵۰ عورتیں زیادہ تھیں۔ اور آج یہ سوال یورپ میں نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ مردوں کی اس کمی کے باعث چونکہ تمام عورتوں کو شوہر میسر نہیں آسکتے۔ اس لئے طرح طرح کے فواحش یورپین ممالک میں پھیل رہے ہیں۔ اور یورپ کا اخلاقی پہلو دن بدن گر رہا ہے۔ ہم ان لوگوں سے جو ہر بات میں اسلام پر اعتراض کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ دریافت کرتے ہیں۔ کہ ان ممالک کو اس مصیبت سے نجات دینے کی اسلام کی پر حکمت تعلیم یعنی تعدد ازدواج کے سوا کوئی اور صورت بھی ہے؟ اور کیا تمام دنیا کے بہترین دماغ جمع ہو کر اس سوال کو حل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں؟ یورپ کے سامنے اس وقت دو ہی رستے ہیں یا تو وہ فسق و فجور میں ترقی کر کے دن بدن تباہی کی طرف چلتا جائے اور یا اسلام کی حکیمانہ تعلیم پر عمل کر کے اس مصیبت سے نجات حاصل کرے

یورپ کی دولت

ہندوستان ایک غریب ملک ہے۔ جہاں اوسط آمدنی ایک آنہ فی کس ہے۔ کیونکہ ابھی یہ ملک تعلیم میں بہت پیچھے ہے اور اس کی اکثر آبادی جہالت کے مرض میں مبتلا ہے۔ جس کی وجہ سے نہ تو یہ جدید علوم و تحقیقات سے فائدہ اٹھا کر اپنی زراعت کو ترقی دے سکتے ہیں۔ نہ ہی کسی نئی ایجاد کے لئے عام طور پر ہندوستانی دماغ کام دے سکتے ہیں۔ اور نہ ہی اعلیٰ پیمانہ پر یہ کوئی تجارت کر سکتے ہیں۔ یورپین ممالک میں یہ سب باتیں موجود ہیں۔ وہ لوگ زراعت میں بھی کافی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور تجارت کی وجہ سے تو وہ مالا مال ہو گئے ہیں۔ ان کی دولت کا یہ حال ہے۔ کہ صرف گریٹ برٹن کے باشندوں نے ۱۹۲۶ء میں ۴ ارب ایک کروڑ ۴۷ لاکھ روپے کی شراب پی۔ ہمارے ملک ہندوستان کی کل آمدنی ایک ارب اور ۳۲ کروڑ ہے۔ جس کے یہ معنے ہوئے کہ جس قدر رقم ہندوستان کے کل موجودات کے اکل و شرب۔ نظام حکومت۔ غرضیکہ قیام زیست پر صرف ہوتی ہے۔ اس کے چار گنا سے بھی زیادہ کی شراب ہی یہ لوگ پی جاتے ہیں:

ہندوؤں کی تعداد میں کمی

آریہ معاصر ملاپ عرصہ تک لاہور میونسپلٹی کی رپورٹ پیدائش و اموات درج اخبار کر کے اپنی قوم کو اس کمی کی طرف توجہ دلاتا رہا ہے۔ جو ہندوؤں میں واقع ہو رہی ہے۔ اور اس ہراس انگیز اضافہ سے جو مسلمانوں کی تعداد میں ہو رہا ہے۔ آگاہ کرتا رہا ہے چنانچہ ایک پرچہ میں لکھتا ہے۔

"ہر ہفتہ ہم یہ شمار و اعداد دیکر ہندوا در سکھوں کو خبردار کر رہے ہیں۔ لیکن کیا مجال کہ کوئی ہندو یا سکھ ٹس سے مس ہوا ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جب تک عام ہندو اس زندگی اور موت کے سوال میں دلچسپی نہ لینگے۔ تب تک ہندو لیڈر بھی کیا کر سکتے ہیں! سمجھ نہیں آتا۔ اگر ہندو اور سکھ ٹس سے مس ہو بھی جائیں اور اس زندگی اور موت کے سوال میں دلچسپی لینے لگ جائیں تو آخر وہ ہندوؤں کو موت سے بچانے کیلئے کیا تدابیر اختیار کر سکتے ہیں۔ ہندو دھرم کی رو سے ہر ایک روح مقررہ میعاد کے بعد اپنی جون تبدیل کرتی رہتی ہے۔ اور اپنے اعمال کی سزا بھگتنے کیلئے نیا قالب اختیار کر لیتی ہے۔ اب اگر ہندو کوشش کر کے بعض ہندوؤں کو موت سے بچا لیں یا ان کی پیدائش میں ازدیاد کے اسباب مہیا کر دیں تو کیا تمام نظام عالم درہم برہم نہ ہو جائے گا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

مُسلمانوں کی ترقی کا راز

قرآن کے سمجھنے اور اُس پر عمل کرنے میں ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۶ ر جولائی ۱۹۲۸ء بمقام ڈلہوزی

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے حسب ذیل آیت پڑھی:۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا (نساء) اللہ تعالےٰ نے اس مختصر سی آیت میں جو میں نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد پڑھی ہے۔ ایک ایسا قانون اور ایسا گر مسلمانوں کو بتایا ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ

دُنیا کی ساری قوموں سے افضل

ہو سکتے ہیں۔ اور اُن پر غالب آ سکتے ہیں۔ یہ آیت قرآن شریف کے متعلق ہے۔ کہ اے لوگو تمہارے پاس برہان آگیا ہے۔ برہان کے معنے

دلیل اور حجت

کے ہوتے ہیں۔ دلیل اور حجت ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے ساتھ کسی چیز کی صداقت کا پتہ لگتا ہے۔ کوئی بات بھی دنیا میں ایسی نہیں۔ جو بغیر دلیل یا حجت کے مانی جائے۔ انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے۔ کہ وہ ہر بات کے لئے دلیل تلاش کرتا ہے۔ خواہ وہ دلیل عقلی ہو۔ یا مشاہدہ کی یعنی یا تو یہ چاہتا ہے۔ کہ اس کو عقل سے ثابت کر دیا جائے۔ اور یا پھر اس کو دکھا دیا جائے۔ پھر وہ کسی اور چیز کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ مثلاً کسی کے لئے دن ثابت کے دو ہی طریقے ہیں (۱) کہ اس کو کہا دیا جائے۔ کہ سورج چڑھا ہوا ہے (۲) اگر ہم اس کو سورج چڑھا ہوا نہیں دکھا سکتے۔ تو دوسرا طریقہ یہ ہے۔ کہ اس کو روشنی دکھائیں۔ تو دلیلیں دو ہی طرح کی ہوتی ہیں۔ یا تو وہ چیز دکھا دی جائے۔ یا پھر علامتیں بتا دی جائیں۔

پس اسی طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس

واضح دلیل

آگئی ہے۔ برہان۔ تبرہن سے نکلا ہے۔ جو چیز روشن ہو اور شبہ سے خالی ہو پس قرآن کریم کے متعلق فرمایا۔ کہ وہ ایسی دلیل ہے۔ ایسا کھلا ہوا نشان ہے۔ کہ دشمن کے آگے جب اس کو پیش کیا جائے۔ تو وہ انکار نہیں کر سکتا پس خدا تعالےٰ نے قرآن شریف کو ایسی واضح دلیل قرار دیا۔ کہ اس کے مقابلہ میں کوئی بھی نہیں ٹھیر سکتا۔ اور ایسی روشن چیز ہے۔ کہ اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اگر قرآن واقعی ایسا ہے۔ تو غور کرو کہ

مسلمانوں کے ہاتھ میں

کس قدر عظیم الشان ہتھیار آگیا۔ کہ جس کا مقابلہ دوسری قومیں نہیں کر سکتیں جب دوسری قومیں اس کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ تو پھر مسلمانوں کے غلبہ اور افضل ہونے میں کیا شبہ رہ گیا۔

مگر افسوس کہ مسلمان جن کی کتاب نے دعویٰ کیا تھا۔ کہ میں واضح دلیل اور روشن برہان ہو کر آئی ہوں۔ وہ مسلمان کہتے ہیں۔ کہ کسی بات کے لئے دلیل اور حجت مانگنا کفر ہے۔ جب قرآن ایک بات کہتا ہے۔ تو پھر دلیل اور حجت کیسی؟ میرے ایک عزیز ڈاکٹر ہیں کے لابریرین ہیں۔ وہ ایک دفعہ قادیان آئے تو میں نے اُن سے مذہبی باتیں شروع کیں۔ میری باتوں کے جواب میں جو کچھ انہوں نے کہا۔ اس سے میں سمجھا۔ کہ وہ اپنے دلائل سے ناواقف تھے۔ کیونکہ میں نے ان کو دیکھا۔ کہ میری تمام باتوں کی تصدیق کرتے جاتے تھے۔ اور ہاں کرتے جاتے تھے۔ گو وہ باتیں معقولیت کے لحاظ سے بھی قابل تسلیم تھیں۔ مگر دراصل وہ جس خیال کے تھے۔ ان کے ہم خیال مسلمان انکو تسلیم نہ کرتے تھے۔ میں نے اُن سے کہا۔ آپ ان باتوں کو صحیح سمجھتے ہیں انہوں نے کہا۔ کہ باتیں سب صحیح ہیں۔ میں نے ان کو کہا۔ کہ باقی مسلمان ان باتوں کو صحیح نہیں سمجھتے۔ اس پر انہوں نے کہا۔ کہ میں نے معقول ہونے کی وجہ سے ان کی تصدیق کی تھی۔ باقی اصل بات یہ ہے۔ کہ جب میں مدرسہ میں پڑھتا تھا۔ تو میرا ایک استاد آریہ تھا۔ جو اسلام پر اعتراض کیا کرتا تھا۔ ہمارے محلہ کی مسجد کے امام صاحب تھے۔ میں نے ایک دن ان کے سامنے

آریہ کے اعتراضات

پیش کئے۔ اور کہا۔ کہ آپ بتائیے۔ میں ان اعتراضات کے کیا جواب دوں۔ ان کے سامنے میرا وہ باتیں پیش کرنا تھا۔ کہ انہوں نے مجھے بے اختیار گالیاں دینی شروع کر دیں۔ اور کہا۔ تم بے دین کافر ہو گئے ہو۔ تم آریہ خیالات کے ہو گئے ہو۔ میں تمہارے والد کو کہکر مدرسہ میں پڑھنے سے رکوا دونگا۔ اس وقت گو میں ابھی بچہ تھا۔ مگر اتنی سمجھ تھی۔ کہ اگر پڑھائی بند ہو گئی۔ تو عمر برباد ہو جائے گی اس لئے میں نے عہد کیا۔ کہ کبھی کوئی مذہب کے متعلق بات کسی مولوی صاحب سے نہیں پوچھونگا۔ اس وجہ سے مجھے مذہب کے متعلق کوئی واقفیت نہیں ہے۔

یہی حالت

اور مسلمانوں کی بھی ہے۔ وہ صرف اتنا جانتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کے بانی تھے۔ اور قرآن الہامی کتاب ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے۔ اور نہ انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت اور قرآن کریم کے الہامی ہونے کے دلائل معلوم ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ مسلمان اور خصوصاً تعلیم یافتہ مسلمان

مذہب سے بیزار

ہو رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ جس مذہب کی باتیں زور سے منوائی جاتی ہیں۔ نہ کہ دلائل سے۔ وہ جھوٹا ہی ہوگا۔ اگر اس کی باتیں سچی ہوں۔ تو ان کی صداقت کی دلیل کیوں نہ دی جائے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ ایک تاجر جس کے پاس اچھا مال ہوتا ہے۔ وہ اپنے مال کو نکال کر سامنے رکھ دیتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ اسے دیکھکر پسند کرلو۔ لیکن جس تاجر کے پاس خراب چیز ہو۔ اس کی یہی کوشش ہوتی ہے۔ کہ خریدار بغیر دیکھے بھالے خرید لے۔ وہ اس قسم کی باتوں سے خریدار کو مطمئن کرنا چاہتا ہے۔ کہ میں جو کہتا ہوں۔ یہ بہت عمدہ چیز ہے۔ اس میں کوئی نقص نہیں ہے۔ اس وقت اسلام کو اسی صورت میں پیش کرنے کے یہ معنی ہیں۔ کہ اسلام کو اپنی نظر میں بھی اور دوسروں کی نظر میں بھی حقیر بنایا جائے۔ حالانکہ

صرف قرآن ہی ایسی کتاب ہے،

جو کہتی ہے۔ کہ ہر بات دلیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ قرآن کے سوا نہ یہ دعوےٰ انجیل کرتی ہے۔ نہ وید۔ نہ کوئی اور ایسی کتاب جسے الہامی اور مذہبی کہا جاتا ہے۔ صرف قرآن ہی ہے۔ جو کہتا ہے یاایھا الناس قد جاءکم برھان من ربکم وانزلنا الیکم نوراً مبینا (النساء رکوع ۲۴) کہ قرآن ایسی کتاب ہے۔ جو دلائل رکھتی ہے یہ کہنا۔ کہ جب قرآن خدا کا کلام ہے۔ تو پھر جو کچھ وہ کہے۔ اسے مان لینا چاہئے۔ اس کے لئے

دلائل کی کیا ضرورت ہے

یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ دنیا میں ایسے لوگ بھی تو ہیں۔ کہ جو قرآن کو خدا کا کلام نہیں مانتے۔ ان کو منوانے کے لئے دلائل کی ضرورت ہے اور دلائل بھی عقلی۔ اس آیت میں عقلی دلائل کا ہی ذکر ہے۔ اور اسی آیت سے یہ ثابت ہے۔ کہ دلیل کے معنی عقلی دلیل کے ہیں۔ نہ یہ کہ چونکہ خدا تعالےٰ کہتا ہے۔ اس لئے مان لینا چاہئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے یاایھا الناس قد جاءکم برھان۔ اے لوگو تمہارے لئے دلیل آگئی ہے۔ یہاں یہ نہیں فرمایا۔ کہ اے مومنو۔ بلکہ اے لوگو فرمایا ہے یعنی صرف ان لوگوں کو مخاطب نہیں کیا۔ جو ایمان لے آئے۔ اور جو قرآن کو خدا کا کلام سمجھتے ہیں۔ بلکہ عیسائیوں یہودیوں۔ ہندوؤں۔ سکھوں بدھوں۔ غرض کہ

دُنیا کے تمام انسانوں کو

مخاطب کیا ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے۔ قرآن کی وحی ایک مسلمان کے لئے حجت ہو سکتی ہے۔ مگر ہندو کے لئے یا عیسائی کے لئے یا یہودی کے لئے یہ کافی نہیں۔ کہ کہدیا جائے۔ قرآن خدا کا کلام ہے۔ اس لئے جو کچھ اس میں لکھا ہے۔ اسے مان لینا چاہیئے۔ بلکہ اس کے لئے

عقلی دلائل کی ضرورت

ہے۔ خدا تعالےٰ نے اس آیت میں یاایھا الناس کہکر بتایا ہے۔ کہ اس کے مخاطب عیسائی۔ یہودی۔ ہندو سب لوگ ہیں۔ جو قرآن کی وحی کو

تسلیم نہیں کرتے۔ ان لوگوں کو مخاطب کر کے جب دلیل کا ذکر کیا گیا ہے تو صاف ظاہر ہے۔ کہ اس کا مطلب عقلی دلیل ہے۔ پس فرمایا۔ اے لوگو خدا کی طرف سے تمہارے پاس دلیل آئی ہے۔ یعنی قرآن جو باتیں پیش کرتا ہے۔ ان کی صداقت میں عقلی دلائل بھی دیتا ہے۔ یہ کسی اور کتاب کا نہ دعوٰے ہے۔ اور نہ وہ اپنے اندر عقلی دلائل رکھتی ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے

مسلمان ہی دلائل سے غافل ہیں

اور وہ کہتے ہیں۔ چونکہ قرآن میں یہ بات لکھی ہے۔ اس لئے اس کی دلیل کی ضرورت نہیں۔ ہم ایسا ہی مانتے ہیں۔ اس کے معنی سوائے اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ اُن کے ماں باپ چونکہ اسلام میں داخل تھے۔ اس لئے وہ بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ ورنہ خود انہیں پتہ نہیں۔ کہ اسلام کیا ہے۔ لیکن اگر ایک مسلمان قرآن پر اس لئے ایمان رکھتا ہے۔ کہ اس کے ماں باپ کا اس پر ایمان تھا۔ اور اس طرح وہ اپنے آپ کو اس بات کا مستحق سمجھتا ہے کہ خدا کا قرب حاصل کرے۔ تو ایک ہندو بھی تو اسی طرح ہندو مذہب کا قائل ہوتا ہے۔ اس کے ماں باپ چونکہ ہندو تھے اس لئے وہ بھی ہندو کہلاتا ہے۔ پھر وہ کیوں نجات کا مستحق نہیں۔ اسی طرح عیسائی بھی جن عقائد کا پابند ہے۔ وہ اُسے ماں باپ سے ورثہ میں حاصل ہوئے۔ وہ بھی نجات کا مستحق ہونا چاہیئے۔ کیا وجہ ہے۔ کہ مسلمان چونکہ قرآن کو اس لئے مانتے ہیں کہ ان کے ماں باپ قرآن کو مانتے تھے۔ وہ تو جنت میں چلے جائیں لیکن ہندو وجو انہی کی طرح اپنے ماں باپ کے عقائد کے پابند ہوں وہ نہ جائیں۔ اگر مسلمان صرف اس لئے نجات پا سکتے ہیں۔ کہ وہ قرآن کو اس وجہ سے مانتے ہیں۔ کہ ان کے ماں باپ مانتے تھے۔ تو ہندو بھی اس بات کے مستحق ہونگے۔ کہ نجات پائیں۔ کیونکہ ان کے ماں باپ کا جو مذہب تھا۔ وہی ان کا ہے۔ جس طرح ایسے مسلمان کا مذہب

ورثہ کا مذہب

ہے۔ اسی طرح ہندو کا بھی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ آگے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔ آج کل کے مسلمانوں کو مدنظر رکھکر کہا جا سکتا ہے۔ کہ انہیں بھی ماں باپ مسلمان بناتے ہیں۔ ورنہ حقیقت میں انہیں کوئی پتہ نہیں ہوتا۔ کہ

اسلام کیا ہے

اصل مسلمان بننے کے لئے ضروری ہے۔ کہ جو کچھ وہ مانتا ہو۔ دلیل کے ساتھ مانے۔ یعنی اس کی صداقت کے دلائل سے آگاہ ہو۔ چنانچہ خدا تعالٰے فرماتا ہے۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ (ھود رکوع ۲) کیا وہ جسے خدا کی طرف سے دلیلیں ہیں وہ اور جو ماں باپ کی مانی ہوئی باتوں کو بغیر دلیل مان رہا ہو۔ برابر ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ یہ

مومن کی شان

بیان فرمائی۔ کہ وہ جو کچھ مانتا ہے۔ اس کے دلائل جانتا ہے۔ پس کوئی شخص خواہ اسلام کے متعلق کتنا جوش ظاہر کرے۔ اپنے آپ کو کتنا اسلام کا شیدائی بتائے۔ اگر وہ اسلام کی صداقت کے دلائل نہیں جانتا۔ تو اس کے ایمان کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔ اس سے پوچھا جائے گا۔ کہ تم کس وجہ سے ایمان لائے تھے۔ تمہارے پاس اسلام کے سچے ہونے کا کیا ثبوت تھا۔ اگر کچھ نہ ہوگا تو خدا تعالٰے کی خدائی پر ایمان لانا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا قائل ہونا کافی نہ ہوگا۔

تو قرآن کریم جو کچھ بیان کرتا ہے۔ اس کے دلائل بھی رکھتا ہے اور ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ اس کا مطالعہ کرے۔ میں نے کئی آدمیوں کو دیکھا ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کے تمہارے پاس کیا دلائل ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں۔ دلیل تو ہمارے پاس کوئی نہیں۔ لیکن اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلاف کوئی بات کہے۔ تو اس سے لڑنے جھگڑنے کے لئے تیار ہو جائینگے۔ مجھے یاد ہے

جب میں حج کیلئے گیا

تو مظفر نگر کے رہنے والے ایک بوڑھے آدمی عبد الوہاب بھی حج کے لئے جا رہے تھے۔ شاید وُہ وہاں ہی فوت ہو گئے۔ میرے نانا صاحب مرحوم بھی ساتھ تھے۔ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ دوسرے لوگ اس شخص سے ہنسی اور تمسخر کرتے ہیں۔ تو اُن کو اپنے ساتھ رکھ لیا۔ کچھ دن پاس رہنے کے بعد میں نے دیکھا کہ انہیں مذہب کا کچھ پتہ نہیں۔ ان دنوں مدینہ میں وبا پھیلی ہوئی تھی۔ وہ مدینہ جانا چاہتے تھے۔ میں نے انہیں کہا۔ ایسے موقعہ پر آپ نہ جائیں۔ کہنے لگے میں ضرور جاؤنگا۔ خواہ کچھ ہو۔ میں نے کہا۔ آپ کے جانے کی کیا غرض ہے۔ اگر ثواب کی نیت سے جاتے ہو۔ تو شریعت کا حکم ہے۔ کہ جہاں وبا پھیلی ہو۔ وہاں نہ جاؤ۔ اس پر آپ کو عمل کرنا چاہیے۔ کہنے لگے۔ بات یہ ہے۔ میرے بیٹوں نے مجھے کہا تھا۔ وہاں ضرور جانا اس لئے جانا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا۔ آپ کو پتہ ہے۔ وہاں کیا ہے۔ کہنے لگے۔ مجھے یہ تو پتہ نہیں۔ اس پر مجھے خیال آیا۔ جب یہ اس سے خود ناواقف ہیں۔ تو ان کی

مذہبی حالت کا پتہ

لگاؤں۔ میں نے پوچھا۔ آپ کا مذہب کیا ہے۔ اس سے میری مراد یہ تھی۔ کہ آپ کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ کہنے لگے مجھے پتہ نہیں گھر جا کر ملاں سے پوچھکر آپ کو بتاؤنگا۔ میں نے کہا۔ آپ حج کے لئے جا رہے ہیں۔ مگر اتنا بھی جانتے۔ کہ آپ کا مذہب کیا ہے۔ کہنے لگے۔ اچھا پھر مجھے سوچ لینے دیجئے۔ آخر سوچ سوچ کر کہنے لگے۔ میرا مذہب ہے علیہ۔ میں نے کہا۔ میاں عبد الوہاب صاحب علیہ کیا چیز ہوتی ہے۔ سوچ سوچکر کہنے لگے۔ میرا مذہب ہے۔ اعظم علیہ۔ اس سے اُن کی مراد امام اعظم علیہ الرحمۃ تھی۔ یہ ان کی مذہبی واقفیت تھی۔ جو حج کے لئے گئے تھے۔ بات یہ ہے۔ کہ جب کوئی قوم دلائل کو چھوڑ دیتی ہے۔ اور مذہب کو ورثہ کا مذہب بنا لیتی ہے۔ تو پھر وہ

تنزل اور تباہی

کی طرف چلی جاتی ہے۔ کیونکہ جب لوگ دلیل پر غور نہیں کرتے۔ تو ان کے ذہن کند ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کی اولاد کے ذہن ان سے زیادہ کند ہوتے ہیں۔ آگے ان کی اولاد کے ان سے زیادہ کند۔ حتی کہ حیوانوں اور ان میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ لیکن جو لوگ دلائل پر غور کرتے ہیں ان کے ذہن ترقی کرتے جاتے ہیں

صحابہ کرام

کو ہم دیکھتے ہیں۔ بالکل ان پڑھ تھے۔ لیکن جب کسی سے گفتگو کرتے تو ایسے دلائل دیتے۔ کہ کوئی ان کا مقابلہ نہ کر سکتا۔ وہ جو

امی اور ان پڑھ

تھے۔ وہ چونکہ دلائل سے واقف تھے۔ اس لئے اسلام کی حقیقی تعلیم کے پابند تھے۔ مگر آج جبکہ تعلیم موجود ہے۔ اور لوگ بہت زیادہ تعلیم یافتہ ہیں۔ اسلام سے کچھ واقفیت نہیں۔ آجکل لوگ اپنی قوم کی جہالت کا ذکر ممبروں پر کھڑے ہو کر کرینگے۔ اور اس بات کا رونا روئیں گے۔ کہ مسلمان تعلیم کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ مگر

علم دین میں

وہ بھی ایسے ہی جاہل ہونگے۔ جیسے دوسرے۔ نہ کبھی انہوں نے قرآن کو ہاتھ لگایا۔ نہ دوسروں نے۔ اور جب قرآن کو کبھی انہوں نے دیکھا ہی نہیں۔ تو دینی علم سے وہ کس طرح واقف ہو سکتے ہیں۔ بیشک قرآن میں بڑے زبردست دلائل ہیں۔ لیکن جب تک کوئی اسے دیکھے نہ۔ اس پر غور نہ کرے۔ اسے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اگر کسی کے پاس بہتر سے بہتر دوائی ہو۔ مگر وہ اسے استعمال نہ کرے تو کیا فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ ملیریا کے لئے کونین بہت حد تک مفید ہوتی ہے لیکن اگر کوئی کونین کھائے ہی نہ۔ تو اُسے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح کسی کے پاس پانی کی بوتل موجود ہو۔ مگر وہ اسے استعمال نہ کرے۔ تو ضرور جنگل میں پیاسا مر جائیگا۔ اسی طرح قرآن موجود ہے۔ اس میں دلائل اور براہین موجود ہیں۔ مگر جب مسلمان اس پر غور ہی نہیں کرتے تو انہیں کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ وہ تو

دوسروں کی نسبت زیادہ مجرم

ہیں۔ اگر ایک ایسا شخص ننگا پھرتا ہے جسکے پاس کوئی کپڑا نہیں۔ تو وہ بھی مجرم ہے اسے چاہیے۔ ایسی حالت میں لوگوں کے سامنے نہ پھرے۔ جب تک کپڑا حاصل کر کے نہ پہن لے۔ لیکن اگر ایک شخص کندھے پر کپڑا ڈال کر ننگا پھرے۔ تو اس کا جرم بہت بڑا ہوگا۔ اسی طرح ایک ایسا شخص جسکے پاس کھانے کیلئے کچھ نہ ہو۔ بھوکا مر جائے تو قابل رحم ہوگا۔ لیکن ایک شخص جسکے پاس کھانا موجود ہو۔ اور پھر وُہ نہ کھائے اس پر رحم نہیں کیا جائیگا۔ پس وُہ لوگ جنکے پاس ایسی کتاب نہیں۔ جو دلیل اور برہان اور حجت رکھتی ہو۔ وہ اگر تباہ و برباد ہوں۔ تو ان پر بھی افسوس ہوگا۔ مگر ان پر اتنا الزام عائد نہیں ہوگا۔ جتنا ان پر جن کے پاس دلائل اور براہین رکھنے والی کتاب تھی۔ مگر انہوں نے اُسے کھول کر نہ دیکھا۔ اور وُہ روحانی لحاظ سے ننگی۔ پیاسی اور بھوکی رہی۔ خدا تعالٰے فرماتا ہے۔ اے لوگو تمہارے پاس خدا کی طرف سے کھلی دلیل آگئی ہے۔ اس کتاب کو کھول کر دیکھو تو۔ ہر ضروری چیز اس کے اندر ہوگی۔ کوئی

رُوحانی ـ اخلاقی اور تمدنی

مسئلے لو ـ وُہ قرآن میں موجود ہوگا ـ اور اس کے دلائل دئے گئے ہونگے ـ پھر باریک در باریک تفصیلات بیان کی گئی ہیں ـ اس زمانہ کی ترقیات کی پیش گوئیاں اس میں موجود ہیں ـ اور اگر کوئی قرآن کریم پر غور کرے ـ تو اس کا ایمان بہت ترقی کر سکتا ہے ـ مگر افسوس یہ ہے ـ کہ مسلمان اس پر غور نہیں کرتے ـ ایک مصری عالم نے لکھا ہے

اس زمانہ میں قرآن کا مصرف

صرف یہ رہ گیا ہے ـ کہ جھوٹی قسمیں کھائی جائیں ـ مُردوں پر پڑھا جائے ـ یا غلاف پہنا کر طاق میں رکھدیا جائے ـ گویا قرآن کریم زندوں کے لئے نہیں ـ مُردوں کے لئے ہے ـ یا قسمیں کھانے کے لئے ہے ـ ایسی حالت میں اگر مسلمان قرآن سے ناواقف نہ رہیں ـ تو اور کیا ہو ـ

دوسری بات خدا تعالےٰ اس آیت میں یہ فرماتا ہے ـ کہ انزلنا الیکم نوراً مبینا ـ قرآن میں دلیل ہی بیان نہیں کی گئی ـ بلکہ اُسے

نور مبین

بنایا ہے ـ یعنی ایسا نور بنایا ہے ـ جو رستہ دکھاتا ہے ـ یہ نورؐ کیا ہے ـ وہی ہے ـ جیسے سرچ لائٹ ہوتا ہے ـ سمندر میں چٹانوں پر روشنی کی جاتی ہے ـ تاکہ آنے جانے والے جہازوں کو راستہ کا پتہ لگتا رہے ـ پس نور مبین کے یہ معنی ہیں ـ کہ وہ نور جو صحیح رستہ بتاتا ہے ـ مطلب یہ کہ قرآن

عقلی تسلی

ہی نہیں دیتا ـ دلائل کے ساتھ یہی نہیں بتاتا ـ کہ خدا ہے ـ نبی آتے ہیں ـ فرشتے موجود ہیں ـ مرنے کے بعد زندگی ہے ـ بلکہ ایسے رستے بھی بتاتا ہے ـ جن پر چل کر

خدا تعالےٰ سے تعلق

ہو جاتا اور انسان تباہی سے بچ جاتا ہے ـ قرآن روحانی لحاظ سے سرچ لائٹ ہے ـ وہ بتاتا ہے ـ کہ ادھر چٹان ہے ـ اگر ٹکراؤ گے ـ تو تباہ ہو جاؤ گے ـ ادھر سیدھا راستہ ہے ـ اگر اس پر چلو گے ـ تو منزل مقصود پر پہونچ جاؤ گے ـ پس قرآن عمل کے لئے سیدھا طریق پیش کرتا ہے ـ اور اسلام کو حقیقی طور پر ماننے والا دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں ہی خوش نہیں ہوتا ـ بلکہ

اپنے ضمیر کے سامنے

بھی خوش ہوتا ہے ـ ایک ایسا شخص جو کسی ہندو یا دیگر مذاہب کے آدمی کے پاس جائے ـ اور قرآن نے جو دلائل دئے ہیں ان سے کام لے کر کامیاب ہو جائے ـ تو وہ خوش ہوگا ـ اور یہ خوشی دوسروں کے مقابلہ میں اسے حاصل ہوگی ـ مگر وہ اپنے آپ میں اسی وقت خوش ہو سکتا ہے ـ جب خدا تعالےٰ تک پہونچنے کا اُسے رستہ معلوم ہو جائے ـ پس قرآن نہ صرف غیروں کے سامنے خوش ہونے کے سامان اپنے ماننے والوں کے لئے مہیا کرتا ہے ـ بلکہ وہ رستہ بھی بتاتا ہے ـ جس پر چل کر انسان خدا تعالےٰ تک پہونچ سکتا ہے ـ لیکن جو قرآن کو نہ دیکھے ـ نہ پڑھے ـ وہ نہ برہان سے واقف ہو سکتا ہے ـ اور نہ نور مبین سے فائدہ اٹھا سکتا ہے ـ میں نے کئی لوگوں کو دیکھا ہے جو تعلیم یافتہ تھے ـ مگر کہتے تھے ـ

قرآن کا سمجھنا

مشکل ہے ـ اس لئے نہیں پڑھتے ـ مگر معلوم ہونا چاہیئے ـ خدا تعالےٰ نے قرآن کو نہایت آسان بنایا ہے ـ قرآن دراصل

کئی جلوے

رکھتا ہے ـ ایک وہ جلوہ ہے ـ جو عام لوگوں کے لئے ہے ـ اس سے بڑھکر ان کے لئے جو عالم ہوں ـ پھر اُن کے لئے جو عارف ہوں ـ پھر ان کے لئے جو سالک ہوں ـ اسی طرح ترقی ہوتی جاتی ہے ـ بے شک قرآن کے بڑے بڑے مطالب اور نکات

تقوےٰ اور معرفت سے وابستہ

ہیں ـ مگر قرآن کا ایسا جلوہ بھی ہے ـ جو ہر انسان کے لئے ہے اور جوں جوں انسان غور کرتا ہے ـ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ جلوہ نمائی ہوتی جاتی ہے ـ پس یہ صحیح نہیں ہے ـ کہ قرآن سمجھ میں نہیں آتا ـ اگر سب لوگوں کے سمجھنے کے لئے قرآن نہ ہوتا ـ تو اس میں یاایھا الناس نہ آتا ـ بلکہ یاایھا العلماء یا یاایھا الفقھاء آتا ـ یہی آیت دیکھ لو ـ اس میں آتا ہے ـ یاایھا الناس قد جاءکم برھان من ربکم وانزلنا الیکم نوراً مبینا اس سے ظاہر ہے ـ کہ خدا تعالےٰ نے اس میں غیر مسلموں کو بھی مخاطب کیا ہے ـ اب اگر قرآن کو نہ ماننے والے بھی اس کی باتوں کو سمجھ سکتے ہیں ـ تو پھر ماننے والے کیوں نہیں سمجھ سکتے ـ

مسلمانوں کی ساری تباہی

کی وجہ یہی ہے ـ کہ وہ کہتے ہیں ـ ہم قرآن نہیں سمجھ سکتے ـ حالانکہ عرب کے لوگوں نے جس وقت قرآن کو سمجھا ـ اس وقت کی نسبت اب مسلمانوں میں تعلیم بہت زیادہ ہے ـ اور تعلیم کے ترقی کر جانے کیوجہ سے

آج کل کے جاہل

بھی اس زمانہ کے جاہلوں کی نسبت زیادہ واقفیت رکھتے ہیں کیونکہ وہ دوسروں سے سن سنا کر بہت سی باتیں جو اب نکلی ہیں معلوم کر لیتے ہیں ـ جیسے طاعون کا کیڑا ہے ـ لاکھوں انسان ایسے ہیں جو ایک لفظ بھی نہیں پڑھے ہوئے ـ مگر انہیں معلوم ہے ـ کہ طاعون کا کیڑا ہوتا ہے ـ اسی طرح زمین کا گول ہونا انہیں معلوم ہے ـ پرانے زمانے میں یہ باتیں بڑے بڑے عالموں کو بھی معلوم نہ تھیں ـ پس اگر عرب کے جاہل قرآن کو سمجھ سکتے تھے ـ تو آج کل کے لوگ کیوں نہیں سمجھ سکتے ـ

ہر مسلمان کو چاہیئے

کہ قرآن کریم کو پڑھے ـ اگر عربی نہ جانتا ہو ـ تو اردو ترجمہ اور تفسیر ساتھ پڑھے ـ عربی جاننے والوں پر قرآن کے بڑے بڑے مطالب کھلتے ہیں ـ مگر یہ مشہور بات ہے ـ کہ جو ساری چیز نہ حاصل کر سکے اسے تھوڑی نہیں چھوڑ دینی چاہیئے ـ کیا ایک شخص جو جنگل میں بھوکا پڑا ہو ـ اسے ایک روٹی ملے ـ تو اسے اس لئے چھوڑ دینی چاہیئے کہ اس سے اس کی ساری بھوک دور نہ ہوگی ـ پس جتنا کوئی پڑھ سکتا ہو ـ پڑھ لے اور اگر خود نہ پڑھ سکتا ہو ـ تو محلہ میں جو قرآن جانتا ہو ـ اس سے پڑھ لینا چاہیئے ـ جب ایک شخص بار بار قرآن پڑھیگا ـ اور اس پر غور کریگا ـ تو اس میں قرآن کریم کے سمجھنے کا ملکہ پیدا ہو جائیگا ؞

پس مسلمانوں کی

ترقی کا راز

قرآن کریم کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں ہے جب تک مسلمان اس کے سمجھنے کی کوشش نہ کریں گے ـ کامیاب نہیں ہونگے ـ کہا جاتا ہے ـ دوسری قومیں ـ جو قرآن کو نہیں مانتیں ـ وہ ترقی کر رہی ہیں ـ پھر مسلمان کیوں ترقی نہیں کر سکتے ـ بے شک عیسائی اور ہندو اور دوسری قومیں ترقی کر سکتی ہیں ـ لیکن

مسلمان قرآن کو چھوڑ

کر ہرگز نہیں کر سکتے ـ اگر کوئی اس بات پر ذرا بھی غور کرے تو اسے اس کی وجہ معلوم ہو سکتی ہے ـ اگر یہ صحیح ہے ـ کہ قرآن کریم خدا تعالےٰ کی کتاب ہے ـ اور اگر یہ صحیح ہے ـ کہ ہمیشہ دنیا کو ہدایت دینے کے لئے قائم رہیگی ـ تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا ـ کہ اگر قرآن کو خدا کی کتاب ماننے والے بھی اس کو چھوڑ کر ترقی کر سکیں ـ تو پھر کوئی قرآن کو نہ مانے گا ـ پس قرآن کی طرف مسلمانوں کو متوجہ رکھنے کے لئے ضروری ہے ـ کہ ان کی ترقی کا انحصار قرآن کریم پر ہو ـ اگر عیسائی دنیا کے لئے کوشش کرتے ہیں ـ تو انہیں ترقی حاصل ہو سکتی ہے ـ کیونکہ خدا تعالےٰ کا قانون ہے ـ جو کوئی کوشش کرتا ہے ـ اسے ہم دیتے ہیں ـ مگر مسلمان اگر قرآن کو چھوڑ کر کوشش کریں ـ تو ان پر فلاکت اور تباہی نازل کی جاتی ہے ـ تاکہ ان کو محسوس ہو ـ کہ یہ قرآن کو چھوڑنے کی سزا ہے ـ اور انہیں توجہ پیدا ہو ـ کہ قرآن کو چھوڑ کر کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی ـ دیکھو انسان اپنے بچے سے اور رنگ میں سلوک کرتا ہے ـ اور غیر کے بچے سے اور طریق سے ـ اگر کوئی اپنا آدمی بدتہذیبی سے کلام کریگا تو ہم فوراً اُسے ڈانٹیں گے ـ لیکن اگر کوئی عیسائی یا ہندو یہ کہیگا ـ کہ میں قرآن کو خدا کا کلام نہیں مانتا ـ تو اُس پر ناراض نہیں ہونگے ـ کیونکہ اس کا عقیدہ یہی ہے ـ پس مسلمان جب تک قرآن پر عمل نہ کریں ـ ترقی نہیں کر سکتے ـ آج اگر مسلمان

کہلانے والے قرآن کا انکار کردیں۔ تو وہ دنیادی طور پر کوشش کرنے سے اس طرح ترقی کرسکتے ہیں جس طرح غیر مسلم اقوام کر رہی ہیں۔ لیکن جب تک وہ قرآن سے وابستہ ہیں۔ اور قرآن کو خدا کا کلام ماننے کے دعویدار ہیں۔ اسے چھوڑ کر ترقی نہیں کرسکتے۔ اگر مسلمان قرآن کو چھوڑ دیں گے۔ تو خدا تعالے

کوئی اور قوم

کھڑی کردے گا۔ جو قرآن کو مان کر ترقی کرے گی۔ مگر مسلمان کہلا کر قرآن کریم کو خدا تعالے کا کلام مان کر پھر جب تک اس پر عمل نہ کیا جائے گا۔ ترقی حاصل نہ ہوگی۔ مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ قرآن کریم کے پڑھنے اس کے مطالب سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

میں اللہ تعالے سے

دعا

کرتا ہوں۔ کہ اس نے مسلمانوں کو جہاں ایسی کتاب دی ہے جس کے متعلق منکر بھی خواہش رکھتے تھے۔ کہ کاش ایسی کتاب ہماری ہوتی۔ وہاں مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ اور انہیں سمجھ دے۔ کہ یہ ایسی بے نظیر کتاب ہے۔ کہ ذرا بھی انسان اس کی توجہ کرے۔ تو اس میں اس طرح محو ہوجاتا ہے۔ جس طرح مست ہوجاتا ہے +

کام کرنے کا وقت

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن)

الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں میں نے مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کا مضمون "احمدی نوجوانوں سے خطاب" پڑھا۔ اور چونکہ یہ خیال ان کا میرے خیالات سے موافق ہے اس لئے مجھے بہت پسند آیا۔ حقیقت یہی ہے کہ جوانی ہی کا زمانہ محنت کشی اور کام کرنے کا زمانہ ہوتا ہے۔ جس وقت انسان کے قویٰ ان تھک ہوتے ہیں۔ اور ثواب بھی اسی زمانہ میں محنت اور کام کرنے کا ملتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے دن عرش کے سایہ میں اس نوجوان کو بھی جگہ ملے گی جس نے اللہ تعالے کی عبادت اور دین کی خدمت کے لئے اپنی عمر خرچ کی ہوگی۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک شعر میں اس عمر کی دینی خدمت پر اتنا زور دیا ہے۔ کہ میرے خیال میں صرف اس شعر کا یاد کرلینا اور ہمیشہ مدنظر رکھنا سلسلہ کے نوجوانوں کے لئے نہایت برکت کا موجب ہوگا۔ وہ شعر یہ ہے

"بجوانی کنید خدمتِ یار
کہ بہ پیری نمی شود ایں کار"

شذرات

(۱) ہندو کی تعریف

ہندو کا لفظ آج تک ایک معمہ بن رہا ہے۔ بڑے بڑے ہندو رہنما بھی اس کی تعریف نہیں کرسکے۔ پنڈت دیانند جی نے اسے ایک ناپاک لفظ قرار دیتے ہوئے لکھا تھا:۔

"ہندو نام ہمیں مسلمانوں نے دیا ہے۔ جس کا ارتھ (مطلب) کالا۔ کافر۔ چور وغیرہ ہیں۔" (اپدیش منجری لیکچر ۱۲)

پنڈت لیکھرام صاحب نے بھی اسی تودۂ ریگ کو مضبوط بنانے کی کوشش کی۔ مگر بے سود۔ بانیٔ آریہ سماج کی پالیسی فیل ہوگئی۔ اور آریہ پھر ہندو کے ہندو رہ گئے۔ ایک عرصہ کے بعد مسلمانوں سے تعلقات کا زمانہ آیا۔ تو ہندو کے معنوں اور تعریف پر بہت غور و خوض کیا گیا۔ لیکن تاحال نتیجہ صفر ہے۔ کوئی تعریف جامع و مانع وضع نہیں کی جاسکی۔ جتنے منہ اتنی باتوں والا معاملہ ہے۔ حال میں پروفیسر رام دیو جی نے ایک تعریف ایجاد فرمائی ہے۔ جس کی رو سے اسلامی سلطنت کے وقت کے مسلمانوں کو بھی "ہندو" قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"مسلم زمانہ میں مسلمان گو مذہب کے لحاظ سے مسلمان تھے۔ لیکن سنسکرتی کے لحاظ سے ہندو تھے۔ کیونکہ ہندو وہ ہے۔ جو ہندو تمدن کو مانے۔ ہندو کوئی مذہب نہیں۔ بلکہ مذہب تو ویدک دھرم ہے۔"

(پرتاب ۸ رمئی ۲۹ء)

پنڈت جی کی اس انوکھی تعریف "ایجاد بندہ" پر معقولات کے ماہر دَور کا الزام قائم کریں گے۔ کیونکہ "ہندو وہ ہے جو ہندو تمدن کو مانے۔ اور "ہندو تمدن" وہ ہے جسے ہندو مانیں۔ گویا بات وہیں کی وہیں رہی لیکن ہمیں اس سے سروکار نہیں۔ ہم پروفیسر صاحب سے صرف یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ ہندو تمدن کی خصوصیات بیان فرمائیں۔ تاکہ معلوم ہوسکے۔ کہ کہلانے والے ہندو کس بات پر مسلمانوں کے خون کے پیاسے بن رہے ہیں۔ کیا کوئی ہندی پڑھنے یا دھوتی باندھ لینے سے ہی ہندو بن سکتا ہے۔ یا نیوگ وغیرہ پر بھی عمل پیرا ہونا "ہندو تمدن" کا جزو ہے؟ نیز یہ بھی بیان فرمائیں۔ کہ کیا ۲۱ کروڑ ہندوستانیوں میں "ہندو تمدن" پایا جاتا ہے۔ جس وجہ سے انہیں ہندو کہا جاتا ہے؟

(۲) صغر سنی کی شادی اور ہندو

ہندو جو اپنے رسوم مذہبی کی بنا پر بچپن میں شادی کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس سے تنگ آکر سرکاری قانون کے ذریعہ اسے بند کرانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس قسم کا ایک بل اس وقت لیجسلیٹو اسمبلی میں پیش ہے۔ اسمبلی کے ایک اجلاس میں اسے "ہر مذہب ہر فرد اور ہر فرقہ کے لئے" قرار دیا جاچکا ہے۔ مسلمان اخبارات اس پر بہت کچھ لکھ رہے ہیں۔ بعض اخبار تو اس قانون کو مذہبی مداخلت قرار دے رہے ہیں۔ ہم اس کی تفصیل میں نہ پڑتے ہوئے یہ کہنے سے رک نہیں سکتے۔ کہ قانون کی منشا اگر یہ ہے۔ کہ ۱۴ سال کی عمر سے پہلے "فعلی نکاح" یا اعلان شادی ہی نہ ہونے پائے۔ تو بلاشبہ یہ قانون ملکی تمدن کو خطرناک صدمہ پہنچائے گا قطع نظر اس کے کہ اس سے اسلام کی پرحکمت عمومیت کو مقید قرار دیا جائیگا۔ کیونکہ بہت سے خاص حالات میں اس عمر سے پہلے عقد نکاح کا ہونا ضروری ہے۔ ایک معین عمر بلوغت سے قبل عقد نکاح کا عدم جواز اغوا کے واقعات میں اضافہ کا موجب ہوگا لیکن اگر قانون کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس عمر سے پیشتر مجامعت ناجائز قرار دے دی جائے۔ تو چنداں مضر نہیں۔ صغر سنی کی شادی کی سوشل خرابی کو قانونی امداد سے دور کرانے والے اصحاب کے لئے لالہ لاجپت رائے کے مندرجہ ذیل الفاظ جو انہوں نے مس میو کے جواب میں لکھے ہیں۔ نہایت قابل غور ہیں۔ لکھتے ہیں:۔

"یورپ میں صغر سنی کی شادی کا بیشک رواج نہیں۔ لیکن یہ لوگ صغر سنی میں عورت اور مرد کے نفسانی تعلقات سے حظ اٹھانے سے محروم نہیں رہتے۔ ہندوستان میں صغر سنی کی شادی کے یہ معنی ہرگز نہیں ہوتے۔ کہ یہ لوگ صغر سنی کی حالت میں ہی ایک دوسرے سے تعلقات شروع کردیتے ہیں۔ علاوہ ازیں چھوٹی عمر میں ہی شادی ہوجانے کے باعث ہندوستانیوں کو شادی سے پہلے بدکاری کا موقعہ نہیں ملتا۔"

(پرتاپ ۱۳ مئی ۱۹۲۸ء)

ان الفاظ میں اگر صداقت ہے۔ تو اس قانون کی تائید میں ہندوؤں کا واویلا کیوں سنائی دیتا ہے اور "منشی ایشور سرن" جیسے یہ کہنے پر کیوں مجبور ہو رہے ہیں۔ کہ "ہم ایسے دھرم سے بندھے نہیں رہ سکتے۔ جو ترقی کے راستہ میں حائل ہو" (پرتاپ ۲۹ مارچ)

(۳) جذبۂ قومیت اور مسلمان

مسلمانوں میں ہندو نواز تو ہزاروں ملیں گے۔ مگر قوم پروربت

ہی کم نظر آئیں گے۔ اگر کہیں بد قسمتی سے کوئی مسلمان کسی کلمہ گو کی جائز اعانت کر بیٹھتا ہے۔ تو ہندو اخبارات اُسے طعن و تشنیع کا نشانہ بنا لیتے ہیں اور آئندہ کے لئے وہ اپنی قوم کا محض عضو معطل ہو کر رہ جاتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان قوم پرستی کا وعظ کر دیتا ہے۔ تو اُسے منافرت پھیلانے والا قرار دیا جاتا ہے۔ اور اعتراضات کی بوچھاڑ شروع ہو جاتی ہے۔ غرض قومی جذبہ کو جرم اور مسلمانوں کی امداد کو ناقابل معافی گناہ سمجھا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو مضبوط بننے کی تلقین کرنے والے ملک کے دشمن قرار پاتے ہیں لیکن یہی باتیں ایک ہندو میں خوبی اور وصف شمار کی جاتی ہیں۔ اور وہ ملک کا سچا بہی خواہ کہلاتا ہے۔ اس پروپیگنڈا کا عام طور پر یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی تھوڑی بہت امداد کرنے والے بھی جنبہ داری کے الزام سے بچنے کے لئے نہ صرف انہیں مدد سے محروم کر دیتے ہیں۔ بلکہ انہیں جائز حقوق دینے میں بھی پس و پیش کرتے ہیں۔ اور اپنے خیال میں وہ ملک کے خیر خواہ بننا چاہتے ہیں۔ ہم ایسے لوگوں کو مہاشہ کرشن مالک اخبار پرتاپ کے حسب ذیل الفاظ مدنظر رکھنے کی تاکید کرتے ہیں۔ جو انہوں نے بنگال کے نوجوانوں کے متعلق بطور امید کے لکھے ہیں۔

"میرا آتما کہتا ہے۔ کاش کہ بنگال کے ہندو نوجوانوں میں یہ بھاؤ آ جائے۔ کہ دیش کے ساتھ ہی اپنی جاتی کی رکھشا بھی ہمارا دھرم ہے۔ تو ہماری حالت میں انقلاب آ جائے۔ بنگال کے ہندو نوجوان وہ کچھ کر سکتے ہیں۔ جو پنجاب کے نہیں کر سکتے"! (پرتاپ ۵ مئی ۱۹۲۸ء)

مسلمانوں میں سے ذی اثر طبقہ کو ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ "دیش کے ساتھ ہی اپنی جاتی کی رکھشا بھی ہمارا دھرم ہے"۔ اگر وہ کمزور و پیچھے رہنے والے مسلمانوں کی رکھشا نہ کریں گے تو اپنے "دھرم" سے گر جائیں گے۔ اور جب ان کی قوم ذلیل ہو جائیگی۔ تو اُن کی ذاتی عزت بھی بے حقیقت ہو جائیگی۔!

—— (۴) ——

آریہ سماج اور توبہ

انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ کہ وہ اپنے پیدا کنندہ کے سامنے دست سوال دراز کرتی ہے۔ اور اپنی مشکلات کا حل اس مشکل کشا ہستی سے چاہتی ہے۔ یہ بات اللہ تعالےٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے۔ مذاہب عالم توبہ اور پرارتھنا کو انسان کی غذا اور مذہب کی جان بتلاتے ہیں۔ مگر آریہ سماجی جنہوں نے ایشور کی طاقتوں کو محض اپنی عقل سے محدود کر رکھا ہے۔ اور ان کے زعم میں ایشور ایک مشین بے ارادہ ہے۔ جو انسانی اعمال کے زور پر ہی چل رہی ہے۔ ایشور نہ کسی کے گناہ معاف کر سکتا ہے اور نہ ہی اس سے کچھ سے زیادہ بدلہ دے سکتا ہے۔ وہ توبہ کے منکر ہو رہے ہیں۔ پنڈت لیکھرام صاحب نے تو صاف لکھا ہے:

"بے شک توبہ کرنے کی ہندو لوگ بہت پرواہ نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ گناہ کی سزا ضرور ملیگی۔ کسی طرح ایک شوشہ نہیں ٹلیگا"۔ (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵)

"سزا ضرور ملیگی"۔ کا وہم انسان کو یاس و نا امیدی سے بھر دیتا ہے۔ بلکہ گناہوں پر ایک گونہ بے باکی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یوں بھی یہ آواز خلاف فطرت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب آریوں میں بھائی پرمانند جیسے کٹر سماجی بھی کہنے لگ پڑے ہیں۔ کہ

"آپ تمام اگر کوئی اور قربانی نہیں کر سکتے تو ہر روز صبح پانچ دس منٹ کے لئے پرماتما سے پرارتھنا کریں۔ کہ دکھ دور ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اگر تمام ہندو صرف یہی حربہ اختیار کریں۔ تو قوم کے دکھ ضرور دور ہو جائیں"۔ (ملاپ ۵ مئی)

کیا اب بھی کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی اصولوں کی فتح نہیں ہو رہی؟ پنڈت لیکھرام کی تحریر اور بھائی پرمانند کی تقریر میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ؎

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

—— (۵) ——

ہندو ذہنیت اور گائے

تعلیم یافتہ ہندو قدیمی اثر کی وجہ سے گائے کی تعظیم کرتے ہیں۔ جیسے وہ اس کے مفید جانور ہونے کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ بلاشبہ گائے۔ بیل بھینس وغیرہ سب مفید جانور ہیں لیکن انسانی خونوں کی قیمت اس سے کہیں بالا ہے۔ کہ ان جانوروں کے بدلہ میں اسے گرا دیا جائے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہندو گائے کی عظمت کے محض اس کے مفید ہونے کی وجہ سے قائل نہیں ورنہ بھینس بکری اونٹ گھوڑا گدھا سب شامل کئے جاتے۔ بلکہ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ اسے ایک مقدس اور متبرک ہستی خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ ذیل کی مضحکہ خیز خبر ہندوؤں کی اس ذہنیت کو عیاں کر رہی ہے۔

"جلال پور بھگتاں میں لالہ گوڑ شاہ کی ایک گائے ۳۳ سال کی عمر میں مر گئی۔ اس کا جلوس نکالا گیا۔ بہت سے ہندو مسلمان شامل ہوئے ہندو دکانداروں نے ایک دن ہڑتال کی"۔ (پرتاپ ۸ مئی ۱۹۲۸ء)

(وہ گائے کا جلوس اور ہندو دکانداروں کی ہڑتال کے علاوہ جلوس میں [illegible] کی شمولیت (اگر صحیح ہے تو) [illegible]

زمیندار کی افترا پردازیاں

حضرت امام جماعت نے سائمن کمیشن اور پنجاب کونسل کے عنوان سے ایک مضمون لکھا۔ چند روز ہوئے زمیندار نے اپنے لیڈنگ آرٹیکل میں ظاہر کیا کہ اس مضمون میں ایک یہ بھی فقرہ

"میرے انتخاب کے لئے سات ووٹوں کی ضرورت تھی لیکن کل تئیس ممبر میرے ساتھ تھے"!

اور اس خود ساختہ فقرہ کی بنا پر ہنسی اڑائی۔ کہ تا [illegible] ہو گیا یہ مضمون امام جماعت احمدیہ کا لکھا ہوا نہیں۔ کیونکہ آپ نہ تو کبھی منتخب ہوئے۔ نہ کونسل کے ممبر ہیں۔ مگر ہم پوچھتے ہیں کہ یہ فقرہ تم نے کہاں سے لیا۔ حضرت امام کے مضمون میں تو یہ فقرہ قطعاً نہیں۔ حضرت امام کا مضمون الفضل نمبر ۹۴-۹۹ میں چھپا ہے۔ اگر اس مضمون میں یہ فقرہ موجود ہو تو ایک ہزار روپیہ نقد انعام لو۔ ورنہ اس سے دس گنتی لعنتیں جھوٹے مفتری پر ڈالو۔

ہم کسی دوسرے اخبار کے ذمہ دار نہیں۔ اِلّا اس صورت میں کہ مضمون شائع کرنے کے لئے حضرت امام یا ان کے سکرٹری کے دستخط سے بھیجا گیا ہو۔

نہایت افسوس کی بات ہے کہ زمیندار آج کل ایسے غیر ذمہ دار ہاتھوں میں ہے کہ اسے دوسروں کی عزت کا تو کیا ذکر اپنے اعتبار و اعتماد کو صدمہ پہنچنے کا بھی خیال نہیں۔ ہم بہت دنوں تک خاموش رہے کیونکہ ہمیں خیال تھا کہ زمیندار خود ہی شرم محسوس کرے گا۔ لیکن ہمارا خیال غلط نکلا اب ہمارا زمیندار کو چیلنج ہے۔ کہ وہ یہ فقرے ۲۹ر مئی کے الفضل میں چھپے ہوئے مضمون میں دکھائے۔ کاش چوہدری افضل حق صاحب اپنی پوزیشن کا خیال رکھتے ہوئے احتیاط سے کام لیتے ان کو ایک مقتدر جماعت کے امام پر الزام لگانے سے پہلے اتنا دیکھ لینا چاہیئے تھا۔ کہ وہ جس بنیاد پر یہ طوفان اٹھا رہے ہیں۔ وہ صحیح بھی ہے یا نہیں؟

—— (۲) ——

زمیندار میں یہ شائع کیا گیا ہے۔ کہ راجپال کے سیاسی مقدمہ کے متعلق بعض سیاسی مطالبات کے متعلق جو عرضی اڑھائی لاکھ مسلمانوں سے دستخط لئے گئے تھے۔ وہ قادیان ریلوے سٹیشن۔ [illegible] کے متعلق جو عرضی دی گئی ہے اس میں [illegible] گئے ہیں۔ افسوس ہے کہ زمیندار نے اتنا بڑا افترا بغیر کسی ادنیٰ سے ثبوت کے شائع کر دیا۔ زمیندار پر لازم ہے کہ وہ اس کا ثبوت پیش کرے۔ آخر وہ عرضی جو ہم نے بھجوائی ہے۔ کسی محکمہ میں موجود ہوگی۔ [illegible] پیغام لاہور کو بھی اپنے ساتھ ملا [illegible]